ایڈیٹر :

یوسف سہیل شوق

جولائی، اگست ۱۹۸۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ ربوہ

خالد

وفا، ظہور ۱۳۶۷ ہش

جولائی، اگست ۱۹۸۸ء

جلد ۳۵ ○ شمارہ ۹، ۱۰

قیمت پرچہ ہذا: ۵ روپے، سالانہ ۲۵ روپے

ایڈیٹر

یوسف سہیل شوق

اِس شمارہ میں!

پبلشر: مبارک احمد خالد ٭ پرنٹر: قاضی منیر احمد ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی۔ ربوہ ٭

اداریہ

قیدِ محبّت

دعاؤں کی قبولیت کا مرحلہ آن پہنچا ہے۔ سو سال کی گریہ و زاری کو اب مولا کریم اپنی خاص تقدیر کے تحت ایک انوکھے رنگ میں قبول کرنے والا ہے۔ اب وہ مرحلہ ہے کہ جہاں تاریخ دان ایک نیا باب رقم کرے گا۔ سو سال کے دکھوں کو تسکین کی نوید ملنے والی ہے۔ مولا کریم کے فضلوں اور محبّتوں کے نئے نئے رنگ اور رخ کھلنے والے ہیں۔

رحمان خدا، رحیم خدا، کریم خدا، وہاب خدا اب اپنی دیگر صفات کے جلوے بھی دکھانے کو ہے۔ اب وہ قہار و جبّار کے روپ میں بھی آئے گا۔ اب وہ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْد کے نظارے دکھائیگا۔ وہ سو سال تک چپ رہا مگر اب بولے گا اور دنیا اس کی ہیبت سے کانپ کر اس کی عظمتوں کے آگے سجدہ ریز ہو جائے گی۔

وہ رحیم دینے پر تلا بیٹھا ہے۔ اب تو نشانات کا دور ہے۔ آسمانوں کے دروازے چوپٹ کھل گئے ہیں۔ کسی دم میں گجر بجے گا اور آخری فیصلہ کی گھڑی آجائے گی۔

چشمِ حقیقت میں زمین کا منظر دیکھا۔ احمدیوں کے گھر، ان کی گلیاں، ان کے شب و روز، ان کے دن رات عبادتوں اور دعاؤں سے پُر ہیں۔ نمازوں میں نیا استقلال اور دعاؤں میں نیا انہماک ہے۔ مولا کے آگے آخر شب آنسوؤں کے نذرانے پیش ہو رہے ہیں ۔ مولا کی محبت پاش نظریں اپنے پیاروں پر پڑ رہی ہیں۔ عاجز بندوں کی آہ و زاری سن کر خدا خود زمین پر اتر آیا ہے۔ وہ بڑی محبت، بڑے پیار سے ان کے رخساروں کو تھپتھپاتا ہے۔ انکے آنسو اپنے ہاتھوں سے پونچھتا ہے۔ روحوں کو ازلی مسرّتوں سے ہمکنار کرتا جا رہا ہے۔ دور کوئی گنگنا رہا ہے ؎

اس جہاں میں خواہشِ آزادگی بے سود ہے
اِک تری قیدِ محبت ہے جو کر دے رستگار

سکنڈے نیوین ممالک میں ناروے اوّل نمبر پر ہے

سکنڈے نیوین ممالک کی ذیلی تنظیموں کے دوسرے مشترکہ اجتماع کے نام

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا پیغام

سکنڈے نیوین ممالک سویڈن، ڈنمارک اور ناروے کی ذیلی تنظیموں مجالس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کا مشترکہ دوسرا سالانہ اجتماع ۲۱-۲۲ ہجرت ۱۳۶۷ ھش (مئی ۱۹۸۸ء) کو منعقد ہوا۔ اس موقع پر امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ نے جو خصوصی پیغام ارسال فرمایا وہ ذیل میں درج ہے ——— (ادارہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سکنڈے نیوین ممالک میں اوّل نمبر پر ناروے کام کر رہا ہے۔ جو کسی زمانہ میں سب سے پیچھے اور غیر معروف تھا۔ ڈنمارک اور سویڈن کسی زمانہ میں باقی کاموں میں مشغول اور آگے آگے تھے۔ دنیا میں اُن کا ذکر چلا کرتا تھا اور اب وہ سب سے پیچھے چلے گئے ہیں۔ سویڈن سے بار بار نیک ارادوں کے خطوط تو آتے ہیں لیکن ایسی کارروائی نہیں ہوتی جو ٹھوس ہو اور قدم آگے بڑھے۔

ڈنمارک کی جماعت جتنی چھوٹی پہلے تھی اب بھی ہے۔ کوئی خاص پراگرس نہیں ہوئی۔ اگرچہ دونوں جگہ کے احمدی خدا کے فضل سے مخلص ہیں۔ سمجھ نہیں آرہی کہ کیا کمی ہے۔ اجتماعی طور پر جان نہیں پڑ رہی۔ اس طرف توجہ کریں۔ دُعا بھی کریں۔ سویڈن اور ڈنمارک کے مہمان ناروے کے کام کرنے والوں سے سبق سیکھیں۔ خصوصیت سے اُن کے سیکرٹری مقصود ورک صاحب سے رہنمائی حاصل کریں کہ کس طرح وہ خدا کے فضل سے غیر از جماعت احباب میں نفوذ کرتے ہیں اور اُن میں موثر رنگ میں تبلیغ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو (آمین)

والسلام

مرزا طاہر احمد

امام جماعت احمدیہ

دوسرے سالانہ سکنڈے نیوین اجتماع منعقدہ اوسلو (ناروے)

کی مختصر روئیداد

(از قائد مجلس خدام الاحمدیہ۔ اوسلو)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سکنڈے نیوین ممالک کی ذیلی تنظیموں کا دوسرا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۱-۲۲ ہجرت ۱۳۶۷ ہش / مئی ۱۹۸۸ء بروز ہفتہ، اتوار اوسلو میں منعقد ہوا۔ کل حاضری ۵۰۰ افرادِ جماعت پر مشتمل تھی۔ اجتماع کا آغاز بروز ہفتہ گیارہ بجے صبح تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد نظم پڑھی گئی۔ اور پھر باری باری سب تنظیموں کے عہد دُہرائے گئے۔ اجتماع کا افتتاح مکرم و محترم الحاج نوح سوین ہانسن صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ڈنمارک نے کیا۔ جو کہ اس اجتماع میں بطور مہمانِ خصوصی تشریف لائے تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت اِس موقع پر خاص پیغام ارسال فرمایا۔

پانچوں ذیلی تنظیموں نے بہت محنت اور کوشش سے اپنے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے جدوجہد کی۔ ممبران کے علمی اور جسمانی مقابلہ جات ہوئے۔ جس میں تمام ممبران نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ خدام الاحمدیہ ناروے اور اطفال الاحمدیہ ناروے نے دَورانِ سال بہتر کارکردگی کی وجہ سے اپنی اپنی ٹرافی حاصل کی۔ دوسری مجالس نے بھی اِس عزم کا اظہار کیا کہ وہ امسال اپنی کارکردگی کو بہتر کریں گے۔

اس اجتماع میں نارویجن، ڈینش، مراکش، انڈین اور پاکستانی احباب نے شرکت کی۔ مقامی افراد کے علاوہ برطانیہ سے ایک، پاکستان سے چھ اور نائیجیریا سے ایک فرد شامل ہوئے۔ اختتامی اجلاس بروز اتوار بوقت ساڑھے چار بجے شام شروع ہوا۔ اور اجتماع دعاؤں کے ساتھ آٹھ بجے شام اختتام پذیر ہوا۔

خدا کا حق

"نماز کی ظاہری صورت پر اکتفا کرنا نادانی ہے۔ اکثر لوگ رسمی نماز ادا کرتے ہیں اور بہت جلدی کرتے ہیں جیسے ایک ناواجب ٹیکس لگا ہوا ہے جلدی گلے سے اُتر جاوے۔ بعض لوگ نماز تو جلدی پڑھ لیتے ہیں لیکن اس کے بعد دعا اس قدر لمبی مانگتے ہیں کہ نماز کے وقت سے دُگنا تگنا وقت لے لیتے ہیں..... حالانکہ نماز تو خود دُعا ہے۔ جس کو یہ نصیب نہیں ہے کہ نماز میں دعا کرے اسکی نماز ہی نہیں۔ چاہیئے کہ اپنی نماز کو دعا سے مثل کھانے اور سرد پانی کے لذیذ اور مزیدار کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ اس پر ویل ہو۔ نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۷)

جواہر پارے

حضرت بانیٔ سلسلہ کی خدمتِ خلق کی حسین جھلکیاں

بنی نوع انسان کی ہمدردی کی پاکیزہ تعلیم اور دلکش طرزِ عمل

بڑھیا کی مدد

"ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے راستہ میں ایک بڑھیا کوئی ۷۰ یا ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اُسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اُسے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں اُسے لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر اُسے سخت شرمندہ ہونا پڑا کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۰۶)

خدمتِ خلق

"آج میں نے کام میں بہت توجہ کی۔ سر میں درد تھا۔ ریزش بھی ہے اور گلا بھی پکا ہوا ہے۔ جیسے کسی نے چیرا ہوا ہو۔ اور مریض بھی بہت آئے۔ اگرچہ حکیم نورالدین صاحب کو علاج کے لیے مقرر کیا ہوا ہے مگر بعض اپنے اعتقاد کے خیال سے مجھ سے ہی علاج کراتے ہیں۔"　(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۷۴)

شفقت کا نمونہ

ایک صاحب کے دانت میں درد تھا اس کے لیے حضرت اقدس نے کارا بارا (ایک بوٹی) منگوائی تھی۔ وہ اندر مکان میں تھی۔ جناب میر صاحب نے کہا کہ ان کے دانت میں درد ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ

"میں ابھی جا کر وہ سب بوٹی لا دیتا ہوں"

مریض نے کہا حضور کو زحمت ہوگی۔ حضرت اقدس نے اس پر تبسم فرمایا اور کہا کہ

"یہ تکلیف ہے؟"

اور اس وقت اندر جا کر حضور وہ رومال لے آئے جس میں وہ بوٹی تھی اور مریض کے حوالہ کی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۸۳)

خدمتِ خلق میں مستعدی

دیہاتی عورتیں ایک دن بچوں کے لیئے دوائی وغیرہ لینے آئیں حضور ان کو دیکھنے اور دوائی دینے میں عرصہ تک مصروف رہے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح حضور کا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔

"یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے"! (ملفوظات جلد دوم صث)

ماتم والے گھر کھانا بھجوائیں

حضرت کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ کیا یہ جائز ہے کہ جب کارِ قضا کسی بھائی کے گھر میں ماتم ہو جائے تو دوسرے دوست اپنے گھر میں اس کا کھانا تیار کریں فرمایا:۔

"نہ صرف جائز بلکہ برادرانہ ہمدردی کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ ایسا کیا جاوے"۔

(ملفوظات جلد نہم صت ۳۰۴)

ہندوؤں سے ہمدردی

ایک شخص کا سوال حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بسبب پرانے تعلقات کے ایک ہندو ہمارے شہر کا ہمارے معاملاتِ شادی اور غمی میں شامل ہوتا ہے اور کوئی مر جائے تو جنازہ میں بھی ساتھ جاتا ہے۔ کیا ہمارے واسطے بھی جائز ہے کہ ہم ان کے ساتھ ایسی شمولیت دکھائیں۔ فرمایا کہ:۔

"ہندوؤں کی رسوم اور امور مخالف شریعت.... سے علیحدگی اور بیزاری رکھنے کے بعد دنیوی امور میں ہمدردی رکھنا اور ان کی امداد کرنا جائز ہے"!

(ملفوظات جلد نہم صت ۲۹۸)

ہمدردی کا دائرہ محدود نہ رکھو

مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروّت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔ جیساکہ سعدی نے کہا ہے ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ میں آجکل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں، میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ کوئی ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شیرے کے مٹکے میں ہاتھ ڈالا جاوے اور پھر اس کو تلوں میں ڈال کر تل لگائے جاویں تو جس قدر تل اس

کو لگ جاویں اس قدر دھوکا اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ ان کی ایسی بے ہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔ مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۸۲۔۲۸۳)

دل توڑنا گناہ ہے

"اگر کسی کو کسی سے کراہت ہووے، اگرچہ کپڑے سے ہو یا کسی اور چیز سے ہو تو چاہیئے کہ وہ اس سے الگ ہو جاوے مگر روبرو ذکر نہ کرے کہ دل شکنی ہے اور دل کا شکستہ کرنا گناہ ہے۔ اگر کھانا کھانے کو کسی کے ساتھ جی نہیں کرتا تو کسی اور بہانہ سے الگ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا۔

مگر اظہار نہ کرے یہ اچھا نہیں۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۵۴)

نوعِ انسان کا سب سے بڑا خیر خواہ میں ہوں

"میں سچ کہتا ہوں اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نوعِ انسان کا سب سے بڑھ کر خیر خواہ اور دوست میں ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں ان تعلیمات کا دشمن ہوں جو انسان کی روحانی دشمن ہیں اور اس کی نجات کی دشمن ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۹۵)

پَو پھٹے گی اندھیرے یہ چھٹ جائیں گے

پَو پھٹے گی اندھیرے یہ چھٹ جائیں گے
دن مصیبت کے آخر یہ کٹ جائیں گے

حشر ہونے تو دو دیکھ لینا کہ ہم
اپنے مولا سے جا کر لپٹ جائیں گے

کب تلک دُور ہم سے رہو گے بھلا
فاصلے عارضی ہیں سمٹ جائیں گے

ہم بڑھے ہیں بڑھیں گے یونہی ہم سدا
ہم نہیں وہ کہ رہ سے پلٹ جائیں گے

بات سچی ہو طاہر کہے برملا
ہم نہیں وہ کہ کہہ کر پلٹ جائیں گے

(میر مبشر احمد طاہر آف پسرور)

نماز باجماعت کے قیام کے لیئے

میرے دل میں درد اور غم کی ایک آگ لگی ہوئی ہے

مجھے چین نہیں ملے گا جبتک جماعت نماز کے معاملہ میں آج سے سینکڑوں گنا بیدار نہ ہو جائے

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بتاریخ ۲۲ ؍ ۸۸ بمقام اسلام آباد۔ انگلستان،

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ العنکبوت کی آیت ۴۶ تلاوت کی اور فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے سو سال عنقریب پورے ہونے کو ہیں۔ جوں جوں اگلی صدی قریب آتی جا رہی ہے میں جماعت کو مختلف رنگ میں تربیتی امور کی طرف متوجہ کر رہا ہوں۔ ان میں سے سب سے اہم امر جس کی طرف میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ نماز باجماعت کے قیام کے متعلق ہے۔ نماز عبادتوں کی روح اور انسانی پیدائش کا مقصد ہے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات متعدد بار جماعت کے سامنے رکھ چکا ہوں اور آج زیادہ توجہ نماز کی ابتدائی منازل کیطرف دلانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جماعت کا ایک طبقہ ابھی تک نماز کی ابتدائی حالتوں پر بھی قائم نہیں ہو سکا۔ مجھے یہ دیکھ کر تکلیف پہنچتی ہے کہ ہم ابھی تک نماز کے سلسلہ میں اپنی آئندہ نسلوں کی ذمہ داری ادا نہیں کر سکے۔ یہی وہ امر ہے جو پہلی صدی کے آخر پر میرے لیئے سب سے زیادہ فکر کا موجب بن رہا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے قیام کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا، اگر جماعت اگلی صدی میں اِس حال میں داخل ہو کہ ہماری اگلی نسلیں نماز سے غافل ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کے اخلاص کا عمومی معیار اِس ابتلاء کے موجودہ دور میں بہت بلند ہوا ہے لیکن یہ اخلاص اپنی ذات میں محفوظ نہیں اگر اس کو نماز اور عبادت کے برتنوں میں محفوظ نہ کیا جائے۔ عبادت کی مثال ہوا میں سانس لینے کی طرح ہے۔ جو سانس کا رشتہ زندگی سے ہے وہی

رشتہ عبادت کو انسان کی روحانی زندگی سے ہے۔ نماز کم سے کم ذکرِ الٰہی ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ جو آج نمازی ہیں جب تک ان کی آئندہ نسلیں نمازی نہ بن جائیں جماعت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اس لئے مَیں ہر بالغ مرد و عورت احمدی سے بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی اولادوں کی نمازوں کی حالت کا سچ کی نظر سے جائزہ لیں۔ مجھے ڈر ہے کہ جو جواب اُبھریں گے وہ دلوں کو بے چین کر دینے والے ہوں گے۔ کیونکہ جس حالت میں ہم آج اپنے بچّوں کو پاتے ہیں یہ ہرگز اطمینان بخش نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے تربیت کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ وہ مربی جو ساری دنیا کو زندہ کرنے پر مامور فرمایا گیا تھا اُس سے خود زندگی کے گُر پانے اور زندہ کرنے کے گُر سیکھنے ہوں گے۔ اُس مربی نے کُلُّکُمْ رَاعٍ کے ارشاد سے نہایت خوبصورت انداز میں ہر ایک کو اس کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس لئے جماعت کے نظام پر انحصار کی بجائے سب سے اہم ذمہ داری ہر گھر والے کی ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ کے نبی حضرت اسماعیلؑ باقاعدگی سے اپنے بیوی بچّوں کو نماز کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ بھی اسماعیلی صفت اپنے اندر پیدا کر لیں اور اپنی بیویوں اور بچّوں کی نمازوں کی طرف متوجہ ہوں اور یاد رکھیں کہ جب تک اِس کام کو بچپن سے شروع نہیں کریں گے یہ کام ثمر دار ثابت نہیں ہوگا۔

حضور نے فرمایا تربیت کا آغاز بچّوں کے بڑے ہونے کے وقت سے نہیں بلکہ پیدائش سے پہلے اور پیدا ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اس تربیت کا تعلق دعاؤں سے ہے۔ آپ صرف اپنے بچّوں کے لئے ہی نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے بھی دعا مانگیں۔ کیونکہ ہر بات کا مرکزی نقطہ تو دعا بنتی ہے۔ دعا کے بغیر کسی کوشش کو پھل نہیں لگتا۔ خشک محنت کریں گے تو یاد رکھیں کہ خشک نمازی پیدا کریں گے حقیقی عبادت کرنیوالے پیدا نہیں کر سکتے۔ پس پہلی اور آخری بات یہی ہے کہ آئندہ نسلوں کو عبادت پر قائم کرنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ کریں۔ دعا سے عجائب کام ہوتے ہیں۔ نصیحت کو ایک نیا شعور ملتا ہے۔ دعا سے خالی نصیحت کرنے والا نیکی کی طرف بُلانے کی بجائے بدیوں کی طرف دھکیلتا ہے۔ دعا سے عاری نصیحتیں بے اثر ہوتی ہیں۔ لہٰذا جماعت کو ایسا نہیں بننا۔ جماعتِ احمدیہ ساری دنیا کے لئے آج وہ آخری نمونہ ہے جو زندہ نہ رہا تو ساری دنیا ہمیشہ کے لئے مرجائے گی۔

حضور نے فرمایا یہ عظیم الشان کام دعا کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنی نسلوں کو کبھی نمازوں پر قائم نہیں کر سکیں گے جب تک آپ اُن کے لئے درد محسوس نہیں کریں گے۔ پس انہیں اس طرح نمازوں کی طرف متوجہ کریں کہ وہ رفتہ رفتہ آگے بڑھیں۔ اِس طرح دو طرفہ تربیت ہوگی۔ آپ انہیں زندگی کا پانی عطا کر رہے ہونگے اور وہ آپ کو زندگی کا پانی عطا کر رہی ہوں گی۔

فرمایا یہ مضمون ایسا ہے کہ مَیں کبھی اِس مضمون کو بیان کرتے ہوئے تھک نہیں سکتا۔ اس معاملہ میں میرے دل میں درد اور غم کی ایک ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ آپ میں سے بہت سے اسکا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ ہرگز مَیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنیوالا نہیں ہوں گا جبتک اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے مجھے یہ چین نصیب نہ ہو جائے کہ جماعت نماز کے معاملہ میں آج سے سینکڑوں گنا زیادہ بیدار ہو چکی ہے اور ہم اگلی صدی میں خدا کے حضور سر جھکا کر داخل ہوں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو اور ہمیں اس کی توفیق ملے۔ (آمین)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کا افتتاح

دُعا کریں کہ میرا آئندہ جلسہ مرکزِ احمدیت ربوہ میں ہو

جماعتِ احمدیہ کا امام اس وقت ۱۱۷ ممالک کے احمدیوں کا امام ہے

پانچ ہزار افراد و خواتین کی شرکت - عربی، انگریزی، فرنچ، جرمن اور انڈونیشین میں ترجمے کا انتظام

خلاصہ افتتاحی خطاب سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ بر موقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ

بتاریخ ۲۲ جولائی ۱۹۸۸ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۲۲ جولائی کو اسلام آباد میں جماعتِ احمدیہ برطانیہ کا تئیسواں (۲۳ واں) جلسہ سالانہ شروع ہوا۔ جلسہ کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ساڑھے تین بجے فرمایا۔ جلسہ سے قبل سوا تین بجے حضور انور جلسہ گاہ کے اُس حصہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں ایک سو سترہ ۱۱۷ ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ اور وہاں آپ نے اپنے دستِ مبارک سے لوائے احمدیت لہرایا۔

بعد ازاں حضور انور نعروں کی گونج میں جلسہ گاہ میں داخل ہوئے اور جلسہ کی افتتاحی تقریب کا آغاز مکرم لئیق احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ کی تلاوت سے ہوا۔ پھر مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضور انور نے مکرم امری عبیدی صاحب مرحوم سابق وزیر انصاف تنزانیہ کے بیٹے مکرم بکر عبیدی صاحب متعلم جامعہ احمدیہ کو اس تعارف کے ساتھ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کا منظوم کلام پیش کرنے کے لیے بلایا کہ انہوں نے ایک دفعہ مجھے ایک کیسٹ بھیجی تھی جس میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اُردو نظمیں انہوں نے اپنی آواز میں ریکارڈ کی ہوئی تھیں۔ ایک افریقن کی زبان سے ایسی شستہ اُردو میں اس طرح اپنا دل ڈال کر حضرت بانیٔ سلسلہ کا کلام سُنا تو میرے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا چنانچہ مَیں نے آج اُنہیں نظم پڑھنے کے لیے بلایا ہے۔ اس پر انہوں نے نہایت ترنّم اور خوش الحانی سے ؎

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے

والی نظم پڑھ کر سُنائی۔ اس کے بعد حضور انور نے اپنے افتتاحی خطاب سے نوازا۔

آپ نے تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت

کے بعد فرمایا کہ برطانیہ کی جماعت کا یہ پانچواں ایسا
جلسہ ہے جس میں مَیں اور آپ شرکت کی توفیق پا رہے
ہیں۔ جلسہ سالانہ کے دوران اپنی دعاؤں میں اس دعا کو
بھی شامل رکھیں کہ گو بار بار مجھے اس نہایت پیاری اور
ایثار کی رُوح رکھنے والی جماعت میں آنے کی توفیق ملتی
رہے مگر میرا آئندہ جلسہ مرکز احمدیت ربوہ میں ہو۔ آمین
اور وہ ہزارہا، لکھوکھا احمدی جو جلسہ میں شرکت کی
بے قرار تمنّا رکھتے ہیں جس میں مَیں شامل ہوتا ہوں لیکن
اپنی کم مائیگی کے باعث شرکت سے مجبور ہیں اور ترستے
اور تڑپتے رہتے ہیں اُن کی تمنّائیں پوری ہوں اور میری
یہ تمنّا بھی پوری ہو کہ اُن کے چہروں کو اپنی آنکھوں
سے دیکھتے ہوئے اُن سے خطاب کروں (آمین)۔ یہ
جلسہ احمدیت کی پہلی صدی کے آخری سال کا جلسہ
ہے۔ اس پہلو سے اسے ایک خاص تاریخی اہمیت
حاصل ہے لیکن اس پہلو سے بھی یہ جلسہ غیر معمولی اہمیت
اختیار کر گیا ہے کیونکہ یہ احمدیت کی صدی کے اس آخری
سال کا جلسہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے خاص
فضل اور نصرت کے ساتھ تمام معاندین کو مباہلہ کا
چیلنج دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ سب سے پہلا مباہلہ
جو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے معاندین سے
کیا اس کے متعلق کچھ اختلاف ہے لیکن اس میں
شک نہیں کہ ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو آپ نے مباہلہ کا جو
چیلنج دیا اس کے متعلق یہ وضاحت فرمائی کہ اس مباہلہ
پر مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بطورِ خاص مامور کیا گیا
ہوں۔ اور اس مباہلہ کے نتیجہ میں جو واقعات رُونما
ہوں گے اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے بکثرت نشانات
عطا فرمائے ہیں۔ اس کے بعد لمبے عرصہ تک مباہلوں
کا سلسلہ جاری رہا۔ اور پھر بیچ میں ایک لمبے عرصہ
تک اس پہلو سے منقطع رہا کہ جماعت احمدیہ کے
خلفاء کی طرف سے معاندین کو کوئی اجتماعی چیلنج نہیں دیا
گیا۔ اس پہلو سے مَیں نے آج کے افتتاحی خطاب کیلئے
اس مباہلے کو بطور موضوع اختیار کیا ہے۔ اگرچہ ابھی
آغاز ہے اور خصوصیت کے ساتھ یہ بقیہ سال دعاؤں
اور ابتہال کا سال ہونا چاہیئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ شان
ہے کہ ابھی اس مباہلہ کے چیلنج کو ایک ماہ بھی نہ گزرا
تھا کہ خدا تعالیٰ نے ایک حیرت انگیز نشان ظاہر کیا جس
نے ان کے حامیوں سے کو اس قدر بوکھلا دیا کہ
عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس شدت سے اُن کے دل
پر مباہلہ کے اس پہلے پھل کی چوٹ پڑی ہے۔ آپ
سب جانتے ہیں کہ مباہلے کا یہ چیلنج جمعۃ المبارک ۱۰ر جون
کو دیا گیا تھا جو جماعت کی تاریخ میں ایک تاریخی دن
ہے اور پھر اسے بعد میں چھپوا کر مشتہر کیا گیا اور اندرون
اور بیرونِ پاکستان میں بھی اس کی خبریں شائع ہوئیں۔
عین ایک ماہ بعد ۱۰ر جولائی کو وہ شخص پاکستان پہنچ گیا
جس کے قتل کا مجھ پر الزام لگایا جاتا تھا اور ساری جماعت
کو متہم کیا جاتا تھا اور کئی قسم کے مظالم کا نشانہ بھی بنایا
گیا۔ خدا کی کونسی تقدیر اس کو گھیر کر لائی، اس میں بہت سے
راز ہیں جو ابھی مخفی ہیں۔ لیکن آپ یقین رکھیں کہ جوں
جوں اس سے پردہ اُٹھے گا اور بھی زیادہ دشمن کی رسوائی
کے سامان مہیا ہوتے رہیں گے۔

اس موقع پر حضور نے یاد دہانی کے طور پر اسلم قریشی
اور اس کی حیثیت سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہ وہی شخص
ہے جس نے ایم۔ ایم۔ احمد پر حملہ کیا تھا۔ خدا نے ان کو
تو اس سے بچا لیا مگر یہ صاحب بعد میں بے بدلی عاشقِ رسولؐ

کا خطاب پاکر اچانک "مولانا" بن گئے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اخبارات میں ان کے غائب ہونے کی خبروں کی ایک مہم شروع ہوئی اور شاید ہی کوئی ایسا دن آیا ہو جب اخبارات میں بشدّت یہ مطالبہ نہ آیا ہو کہ مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ اسلم قریشی کا قاتل ہے۔ اس نے اسے اغوا کیا اور قتل کیا اور قوم اس کے خون کے بدلہ میں اسے کیفرِ کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور پھر اس تحریک میں ایک نئی قوّت پیدا ہوتی چلی گئی اور اس کے نام پر جماعت کے خلاف مسلسل ظلموں کی ایک مہم شروع ہو گئی اور ایسا وقت بھی آیا کہ واضح طور پر حکومت اس تحریک میں ملوّث معلوم ہونے لگی۔ میرے پاکستان سے آنے کے وقت تک اس پر چودہ ماہ گزر چکے تھے۔ میرے چلے آنے کے بعد بھی جماعت کو بہت طعنے دیئے اور دل آزاری کی باتیں کی گئیں۔ درحقیقت میرے وہاں سے چلے آنے یا واپس جانے کا کوئی دُور کا بھی تعلق اس شخص کی گمشدگی یا برآمدگی سے نہیں۔ امام جماعت احمدیہ ایک جماعت کا امام نہیں بلکہ پوری دنیا کی ذمہ داری اس پر ہے اور اس وقت تک جماعت احمدیہ کا امام ایک سو سترہ ممالک کے انسانوں کا امام بن چکا ہے۔ اس لیے کسی امام وقت کو کسی ایک مُلک کے اندر محدود نہیں کیا جا سکتا اور کسی ایسے مُلک میں جماعت احمدیہ کا کوئی امام نہیں رہ سکتا جہاں وہ کھلے بندوں اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے سے قاصر ہو۔

بعد ازاں حضور انور نے اسلم قریشی کی گمشدگی کے نتیجہ میں چلنے والی مہم کی تفصیلات مولویوں کے بیانوں اور اخباری خبروں کی روشنی میں بیان کیں۔ حضور انور مختلف مولویوں کے حوالے پڑھ کر اُن پر تبصرہ بھی فرماتے رہے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ یہ بیانات اِس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی صرف وہ جماعت ہے جو اپنے امام کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتی ..... مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ سب باتیں جماعت کے خلاف ایک گہری سازش کا پتہ بھی دے رہی ہیں جس کے ذریعہ خلافتِ احمدیہ پر حملہ اور جماعت کو اس کی مرکزیت سے محروم کرنا مقصود تھا۔

حضور نے فرمایا خدا نے جب مجھے مباہلہ کا چیلنج دینے کی توفیق دی میں نے اس میں بطور خاص یہ بات لکھی کہ تم مجھے بحیثیت امام جماعتِ احمدیہ اسلم قریشی نامی ایک شخص کا قاتل قرار دیتے ہو اس لیے میں تمہیں یہ چیلنج دیتا ہوں کہ اِس الزام میں جو جھوٹا ہو اُس پر خدا کی لعنت۔ ابھی مجھے اِس چیلنج کو دیئے پورا ایک ماہ ہُوا تھا کہ یہ شخص ایران سے نمودار ہُوا۔ اور آئی۔جی پنجاب نے ایک پریس کانفرنس میں اِس کا انکشاف کیا۔

اس لیے اِس انکشاف پر انہیں ایک آگ سی لگ گئی اور بوکھلاہٹ میں عجیب و غریب بیان دینے لگ گئے۔

حضور انور نے اخبارات میں شائع شدہ مولویوں کے بیانات اِس ضمن میں پڑھ کر سُنائے کہ جن میں اُنکے دلوں کی چور باتیں اُن کی زبانوں پر آ رہی ہیں۔ مگر اپنے جھوٹ سے خوب واقف ہونے کے باوجود یہ باز نہیں آ رہے اور مباہلہ کی سچائی ظاہر ہونے کے بعد اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دعوتِ مباہلہ سے فرار کے بہانے ڈھونڈتے جا رہے ہیں۔ کبھی ربوہ کے اقصیٰ چوک یا گول بازار میں، یا کبھی

مدینہ میں اور کبھی ساؤتھ افریقہ یا لنڈن میں مباہلہ کے انعقاد کی باتیں کی جارہی ہیں حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ مباہلہ کے لیے کسی میدان کا ہونا ضروری نہیں۔

حضور نے فرمایا میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ دروغ گوئی سے باز نہ آئے اور فرار کے ایسے بہانے ڈھونڈتے رہے کہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں تو خواہ فرار ہونے کی کوشش بھی کریں، لعنتیں اُن کا پیچھا نہیں چھوڑیں گی۔

حضور نے مولوی منظور احمد چنیوٹی کی بے باکیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے یہ اعلان شائع کروایا تھا کہ اسلم قریشی کی گمشدگی کے سلسلہ میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کیا جائے۔ ہم نے حکومت کو چھ آدمیوں کے نام دیئے تھے جن میں مرزا طاہر احمد بھی شامل ہے۔ اگر چھ میں ملزم برآمد نہ ہو تو ہم سربازار گولی کھانے کو تیار ہیں۔ حضور نے فرمایا پس یہ تو کھل گئی بات کہ اُن کے چھ میں سے تو اُن کا ملزم گرفتار نہیں ہوا۔ اگر عالم دین ہیں اور سچائی سے کچھ تعلق ہے تو سربازار گولی کھانے کے لیے حکومت کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر دیں اور سچے ہو کر دکھائیں۔

آخر پر حضور انور نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ۱۸۹۲ء کے مباہلہ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی خدائی بشارات پڑھ کر سنائیں تاکہ احباب نہایت الحاح سے یہ دعا کریں کہ :-

اے خدا ان بشارات کو آج ہمارے حق میں بھی پورا فرما کیونکہ ہم نے بھی خالصۃً اپنے نفسوں سے پاک اور آزاد ہو کر تیری رضا اور حمیت کی خاطر یہ مباہلہ کیا ہے۔ اور کامل طور پر تجھ پر توکل کرتے ہیں تو آج ان بشارتوں کو ہمارے حق میں بھی ظاہر فرما تاکہ دنیا پر خوب کھل جائے کہ دین کس کا دین ہے اور جھوٹ کس کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی۔

حضور انور کے خطاب اور دعا کے بعد جلسہ سالانہ کی کارروائی برادر مظفر احمد صاحب نیشنل پریذیڈنٹ آف امریکہ کی صدارت میں شروع ہوئی اور مکرم مولانا کمال یوسف صاحب نے "مختلف مذاہب میں خدا کا تصور" کے موضوع پر اردو میں تقریر کی۔ اس کے بعد دوسری تقریر زیر موضوع

EXCELLENCE OF ISLAM
ACCORDING TO THE WRITINGS
OF THE PROMISED MESSIAH

انگلش میں تھی اور انگریز احمدی مسٹر کارل نعمان ہیوین نے کی۔ اس کے بعد تیسری تقریر زیر موضوع

AHMADIYYA CENTENARY
THANKS GIVING CELEBRATIONS

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے کی۔

دیگر تقاریر میں FOREIGN DELEGATES کی طرف سے بعض نمائندوں نے تقاریر کیں۔ اور اسی طرح بعض نئے احمدیوں نے بھی اس موقع پر چھوٹی چھوٹی تقاریر کیں۔

جلسہ سالانہ کی کل حاضری افتتاحی خطاب کے وقت چار ہزار نو سو بانوے تھی۔ جن میں دو ہزار نو سو پچاس

مرد اور دو ہزار بیالیس خواتین شامل ہیں۔ یہ احباب اڑتالیس ممالک سے تشریف لائے۔

پانچ زبانوں میں ترجمہ کا انتظام بھی موجود ہے جن میں عربی، انگریزی، فرنچ، جرمن ور انڈونیشین زبانیں شامل ہیں۔

مقامی ریڈیو نے جلسہ کی خبر نشر کی اور مکرم منیرالدین شمس صاحب مربی سلسلہ کا مختصر انٹرویو بھی نشر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی تعداد ایک کروڑ ہے ان کا ایک مرکز اسلام آباد، ٹلفورڈ میں ہے۔

شام کے وقت اجتماعی ملاقاتوں کا پروگرام تھا۔ ۲۲ر جولائی کو حضور کے ساتھ مشرقی اور مغربی افریقہ سے آئے ہوئے مرد و زن مہمانوں نے ۷½ بجے سے لے کر ۹½ بجے تک ملاقات کا شرف پایا۔

رہائش کے لئے اسلام آباد میں خیمہ جات اجتماعی و پرائیویٹ کے علاوہ لندن میں کچھ فلیٹس کرایہ پر لیکر مہمانوں کی رہائش کا انتظام کیا گیا ہے۔ غیر ملکی مہمانوں کی رہائش کے لئے تبشیر کی نگرانی میں الگ انتظام موجود ہے ٭

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۸۸ء کے دوسرے دن حضرت امام جماعت احمدیہ کا روح پرور خطاب

۱۱۷ ممالک میں جماعت احمدیہ کی برق رفتار ترقی کا ایمان افروز جائزہ

۴۱۲ نئی جماعتیں۔ ۱۰۷ نئی بیوت الذکر۔ ۱۷۵ نئے مراکز احمدیت

سیرالیون میں ۹۴ دیہاتوں کے پونے چھ ہزار افراد ایک ہفتہ میں احمدی ہوئے

اس سال گزشتہ سال کی نسبت تین گنا زیادہ افراد احمدیت میں داخل ہوئے

چار نئی زبانوں میں ترجمۂ قرآن شائع ہوا، تحریک وقفِ نو میں ۶۵۵ بچے پیش کئے گئے

برطانیہ کی نائب وزیر خارجہ مسز ورجینیا کی آمد اور جلسہ سے خطاب، ڈپٹی میئر کی آمد ڈائرکٹر ہیلتھ کی طرف سے صفائی کے انتظامات کی تعریف

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۸۸ء کے دوسرے روز کی کارروائی کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ فجر کی نماز کے بعد درس القرآن ہوا۔

جلسہ کا تیسرا سیشن ۹½ بجے صبح قرآن پاک کی تلاوت

سے شروع ہؤا اور اس اجلاس کی صدارت مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ ساؤتھ افریقہ نے کی۔ تلاوتِ قرآن کریم مکرم اظہر احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد نظم مکرم عبدالعزیز بھامڑی صاحب نے بڑی خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد آئیوری کوسٹ کے نئے احمدی مکرم محمد جبالی صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور احباب جماعت کی خدمت میں اپنے ملک کی جماعت کی طرف سے محبت بھرا اسلام پہنچایا۔ انہوں نے اپنے ملک میں احمدیت کی ترقی کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کی۔ بعدازاں مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے انگریزی میں تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں دین حق کی ترقی اور زوال کے بارے میں تاریخی پس منظر بتایا اور بیان کیا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ نے اپنے دعویٰ کے بعد دینِ حق کی عظمت اور وقار کو دوبارہ قائم کیا اور احمدیت کی سچائی کو دنیا کے سامنے واضح کر کے دکھایا دوسری تقریر انگلستان کے نئے احمدی کارل لیوین نے "فضائل دین" کے موضوع پر کی۔ اُنہوں نے اپنی تقریر میں دین کی ترقی کا پس منظر پیش کیا اور ثابت کیا کہ آخری زمانہ میں "مسیح موعود" پیدا ہوں گے جو کہ دینِ حق کی سچائی کو تمام دنیا میں دوبارہ غالب کر دیں گے۔ آپ نے بتایا کہ ہمارا دین ہی ایسا مذہب ہے جو زندگی کے تمام اصولوں کو بیان کرتا ہے اور ہر انسان کی زندگی کا لائحہ عمل بتاتا ہے۔

ان کے بعد مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت اور شکر گزاری کو مفصل بیان فرمایا۔

ان کے بعد اسلام آباد کے حلقہ کی ممبر آف پارلیمنٹ مسز ورجینیا باٹملے نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ جب سے جماعت احمدیہ نے ٹلفورڈ کے اس مرکز کو حاصل کیا ہے مجھ پر اس بات کا اثر ہے کہ جماعت نے انتھک محنت سے دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے مقامی لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم کئے ہیں۔ اب اسلام آباد ہماری سوسائٹی کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ اور یہاں پر جو اجلاس ہوتے ہیں وہ ہمارے ارد گرد کی سوسائٹی کے کلچر کو بڑی عمدگی سے وسعت دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اس بات سے بہت خوش ہوں کہ جماعت احمدیہ نے فیملی لائف کا نہایت اچھا نمونہ ہمارے سامنے رکھا ہے۔ انہوں نے احمدیت کے پیغام "LOVE FOR All HATRED FOR NONE" کو تمام دنیا کے لئے ایک پیغام قرار دیا۔ اور جماعت کی روحِ وقف کو بہت سراہا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بحیثیت نائب وزیر خارجہ برطانیہ اس بات کا پورا پورا علم ہے کہ جماعتِ احمدیہ مختلف ممالک میں فلاح و بہبود کے بہت کام کر رہی ہے۔ اسی وجہ سے جماعت احمدیہ کو پارلیمنٹ میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور پارلیمنٹ کے ممبر اکثر اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد مکرم قاضی مسعود احمد صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔ آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بتایا کہ جس "مسیح" اور مہدی کا انتظار تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی "کے وجود میں ظاہر ہو چکا ہے۔

حضور انور نے دوسرے دن کے دوسرے اجلاس میں جماعت احمدیہ پر دورانِ سال نازل ہونے والے افضالِ الٰہیہ کا تذکرہ فرمایا۔ اس کے خلاصے سے پہلے کل کے دیگر غیر مسلم مہمانوں کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ کل کے

مہمانوں میں ریورلی بورو کے ڈپٹی میئر (جو آئندہ سال میئر ہوں گے) وہ بھی جلسہ میں شریک ہوئے اور اپنا انٹرویو بھی ریکارڈ کروایا۔ انہیں قرآن کریم کا تحفہ بھی پیش کیا گیا۔ یہ بہت اچھا اثر لے کر واپس گئے اور کہا کہ اگر آئندہ سال بھی انہیں بلایا گیا تو یہ اُن کی خوش قسمتی ہوگی۔ اسی طرح ریورلی کے ڈائریکٹر ہیلتھ بھی تشریف لائے اور ہمارے ساتھ کھانے میں شریک بھی ہوئے۔ اتنے بڑے مجمع میں صفائی کے معیار کو انہوں نے بہت ہی سراہا اور جملہ انتظامات سے بہت متاثر اور خوش ہوئے۔ اسکے علاوہ ہنسلو بارو کونسل کے چار کونسلر، ڈپٹی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن، محکمہ مذہبی امور کے سربراہ اور دیگر معززین بھی تشریف لائے اور جلسہ کے انتظامات کو دیکھا۔ سارا وقت حضور انور کے خطاب کے دوران جلسہ گاہ میں حاضر رہے۔ اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ انہی میں سے ایک سکھ آفیسر نے اپنے جذبات کا، اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ آپ کے لیڈر پر خدا کا ہاتھ نظر آتا تھا۔ انکے کسی لفظ میں کسی کے خلاف کچھ نہ تھا۔ اور ایسا لیڈر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے جو اللہ نے آپ پر نازل کیا ہے۔ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۵۵ ممالک کے ۵۰۴۹ مہمان جلسہ میں شرکت فرما رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ انگلستان کے دوسرے دن جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ چند سال پہلے جب پاکستان میں اِس مخالفت کا آغاز ہوا جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے، تو آغاز ہی میں مَیں نے یہ مضمون خوب کھول کر بیان کیا تھا اور احمدیت کے دشمنوں کو خوب اچھی طرح متنبہ کیا تھا کہ آپ جتنا چاہیں دُکھ ہمیں پہنچا دیں جتنے کانٹے چاہیں راہ میں بوئیں لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ خدا کے فضلوں کی راہ آپ روک نہیں سکتے۔ اگر خدا کسی پر اپنی رحمتوں کی بارشیں برسانے کا فیصلہ کرے تو ناممکن ہے کہ دُنیا کی کوئی طاقت خدا کے فضلوں اور ان لوگوں کی راہ میں حائل ہو سکے، جن پر خدا اپنے فضل فرمانے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ اس کے بعد سے ہم مسلسل خدا کے فضلوں کی اس عالمگیر بارش کا مشاہدہ کرتے چلے آ رہے ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ

حضور نے فرمایا جلسے کے دوسرے دن کی یہ تقریر اسی مضمون کے بیان کے لیئے وقف ہوا کرتی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بے شمار ایسی باتیں ہیں جو بیان کرنے والی ہیں جن کے ذکر سے احمدیوں کے دل بڑھیں گے اور خدا کا ذکر شکر کی صورت میں دلوں سے بلند ہوگا وہاں ایک مجبوری بھی ہے کہ بڑھتے ہوئے فضلوں کے ساتھ ہم انہیں سمیٹنے سے قاصر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ آئندہ ان بڑھتے ہوئے فضلوں کا محض ایک معمولی خلاصہ ہی پیش کیا جا سکے گا۔ اس تمہید کے بعد حضور نے اس سال کے دوران جماعت پر نازل ہونے والے افضالِ الٰہی کا ذکر فرمایا اور سب سے پہلے دنیا میں جماعت کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اِس سال تک ۱۱۷ ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔

امسال جن پانچ نئے ممالک میں جماعت قائم ہوئی ان میں ٹونگا، ساؤتھ کوریا، مالدیپ، گیبون اور سالومن آئی لینڈ شامل ہیں۔ خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ اِس سال کے آخر تک یا اگلی صدی کے شروع میں یہ تعداد ۱۲۵ ممالک تک پہنچ جائے۔

سو ممالک میں احمدیت

سو ممالک میں احمدیت قائم کرنے کے منصوبے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ چند سال پہلے تک جن ۸۰ ممالک میں احمدیت نافذ ہو چکی تھی ان کے سپرد اس منصوبہ کے تحت ۶۵ ممالک کیے گئے۔ اور اس وقت تک ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے ٹارگٹ سے بڑھ کر سترہ زائد ملکوں میں جماعت قائم کر چکے ہیں اور باوجود مخالفتوں کے جماعت تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے۔ یہ ۶۵ ممالک جن کے سپرد کیے گئے تھے ان میں اللہ کے فضل سے گیمبیا سرفہرست ہے اور اپنے سپرد تینوں ملکوں میں جماعت قائم کر چکا ہے۔ دیگر سو فیصد ٹارگٹ پورا کرنے والے ممالک غانا، سیرالیون، تنزانیہ، زائرہ و ناروے شامل ہیں۔ جبکہ امریکہ، سرینام، ہالینڈ، بیلجیم اور ڈنمارک نے اپنے سپرد ممالک میں بالکل نفوذ نہیں کیا۔

ایک سال میں ۱۲۴ نئی جماعتوں کا قیام

حضور نے فرمایا ممالک کے اندر جماعتوں میں اضافہ کے منصوبہ کے تحت امسال ۱۲۴ نئی جماعتیں مختلف ممالک میں قائم ہوئی ہیں۔ اور اس منصوبہ کے اعلان سے اب تک یعنی گزشتہ تین سال میں ۹۲ نئے مقامات پر جماعت قائم ہو چکی ہے۔ نئی جماعتیں قائم کرنے والے ان ممالک میں سرفہرست سیرالیون ہے۔ پھر گیمبیا، پھر بھارت، سینیگال، مغربی جرمنی، غانا، زائر، کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ، لائبیریا، نائیجیریا وغیرہ ممالک شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں بہت سے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات ملتے رہتے ہیں اور حیرت انگیز طریق سے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے شدید مخالفتوں میں مؤید پیدا فرما دیتا ہے اور داعین الی اللہ کے ذریعہ نئی جماعتوں کا قیام ہو رہا ہے۔

۱۰۷ نئی بیوت الذکر کی تعمیر

نئی بیوت الذکر کے قیام کی سکیم کے تحت اب تک ۱۰۷ بیوت الذکر تعمیر ہو چکی ہیں، ۵۹ زیرِ تعمیر ہیں اور ۱۲۱ بنی بنائی بیوت الذکر خدا نے عطا کیں اور گاؤں کے گاؤں بیوت الذکر اور اماموں سمیت احمدی ہو گئے۔

ایک ہفتے میں پونے چھ ہزار احمدی

تحریک دعوت الی اللہ کے ذکر میں فرمایا کہ اس کے تحت سیرالیون میں عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی ہے اور صرف ایک ہفتہ کے اندر مسمرا کی چیف ڈم کے ۹۴ گاؤں سے ۵۷۶۵ احمدی ہوئے اور ۸۰ بنی بنائی بیوت الذکر جماعت کو عطا ہو گئیں۔ اور اس طرح خدا ہمیں یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کے نظارے دکھا رہا ہے۔
اس علاقہ کے چیف بھی جلسہ پر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اس موقع پر حضور نے انہیں سٹیج پر آنے کی دعوت دی تو نعروں کی گونج میں انہوں نے سٹیج پر تشریف لا کر اپنی زبان میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد حضور نے دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں مختلف ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے اور بتایا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے پیمانے اتنے بڑھا دیئے ہیں کہ چالیس پچاس بیعتوں کی باتیں بالکل معمولی نظر آتی ہیں۔ تاہم جتنی کشادہ راہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے کھولی ہیں اور دلوں کو تیار فرما دیا ہے ہم ابھی پوری طرح اس سے استفادہ نہیں کر رہے۔

گزشتہ سال کی نسبت تین گنا بیعتیں

بیعتوں کے ضمن میں حضور نے فرمایا کہ گزشتہ سالوں میں ہر سال ان میں دُگنے کا اضافہ ہوتا رہا مگر امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال سے دُگنے کی بجائے تین گنا اضافہ ہوا ہے۔

۱۸ ممالک میں ۱۷۵ نئے مراکز احمدیت

مراکز احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ امریکہ میں اس سلسلہ میں نمایاں کام ہوئے ہیں۔ اب تک ۲۲ مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ اسی طرح کینیڈا میں بھی چھوٹے یا خستہ حالت والے مشنوں کو وسعت دینے کی توفیق ملی ہے۔ براعظم افریقہ میں بھی جماعت کے نئے مراکز آگے بڑھ رہے ہیں اور افریقہ کے اٹھارہ ممالک میں اب تک ان کی کل تعداد ۱۷۵ ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ وسیع قطعات کی تعداد ۹۰ ہے۔ براعظم یورپ کے مراکز تو اپنی وسعت کے اعتبار سے بہت آگے بڑھ چکے ہیں۔ اور پُرانے مشنز سے اُن کو کوئی نسبت ہی نہیں رہی اور یہ کام ابھی جاری ہے۔ چنانچہ سپین، پرتگال، فرانس، اٹلی، جرمنی میں مزید جگہوں کے حصول کی کوشش جاری ہے۔ اور اس غرض کے لئے پیسہ جماعت کے پاس موجود ہے۔

۲۳ ہزار کیسٹیں بھجوائی گئیں

حضور نے فرمایا سمعی بصری شعبہ میں بہت عظیم الشان کام ہوا ہے۔ یہ انگلستان کے رضاکاروں کی ایک ٹیم ہے جس نے بہت سا کام سنبھالا ہوا ہے۔ مجموعی طور پر انہوں نے ۵۷۰۲ گھنٹے کام کیا اور ۲۳،۰۰۰ (ہزار) کیسٹس تیار کر کے مختلف ممالک کو بھجوائیں۔ خطبات کے ذریعے جو ساری دنیا سے رابطہ ہے اس سے جماعت میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور نئے نئے پھل لگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب فرنچ، ڈچ، جرمن، سویڈش، عربی، ڈینش نیز کینیا، غانا، نائیجیریا اور بعض دوسرے ممالک کی زبانوں میں خطبہ جمعہ کا پورے کا پورا رواں ترجمہ ہو کر انہیں اُن کی زبانوں میں سُنایا جا رہا ہے اور یہ کام بھی بہت وسیع ہو گیا ہے۔

ایک کینیڈین سکالر کا بیان

حضور نے فرمایا جماعت احمدیہ کی عالمی حیثیت ایک جماعت کے طور پر مزید اُبھرتی جا رہی ہے۔ اس کا تشخص واضح ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ قدرتِ ثانیہ کی مرکزیت کا ایک خاص پھل ہے۔ خدا نے اپنے فضل سے ہمیں یہ نعمت عطا کی ہے کہ اس نے دوبارہ ہمیں مرکزیت عطا فرما دی ہے اور تمام دنیا کی جماعتیں اس مرکزیت کے گرد ایک نیا تشخص پا رہی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ خواہ وہ کسی ملک کی ہو جماعت احمدیہ کے طور پر اُبھر رہی ہے یہاں تک کہ بعض بڑے بڑے سکالرز جماعت کی حیثیت سے متاثر ہو رہے ہیں اور امام اور جماعت کی ایک دوسرے سے باہمی محبت کو دیکھ کر ایک کینیڈین سکالر نے مجھے بتایا کہ یہ جماعت اب مرنے اور ہارنے والی جماعت نہیں ہے۔ دوسرا انہوں نے بتایا کہ اس کا ایک عالمی تشخص بن چکا ہے جو ہر دوسرے تشخص سے اس کو ممتاز کر رہا ہے۔ گویا جماعت احمدیہ دنیا میں ایک جزیرہ قائم کر چکی ہے۔ جس ملک کی بھی جماعت احمدیہ ہو وہ دراصل اس ملک کے اس جزیرے کی جماعت احمدیہ ہے۔ ایک

قسم کا کردار، ایک قسم کی عادتیں، خلوص اور مزاج پیدا ہو رہا ہے اور ایک نئی قوم پیدا کی جارہی ہے۔ حضور نے فرمایا یہ دونوں باتیں بالکل سچی ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک یہ دونوں صفات خدا کے فضل و رحم کے ساتھ جماعت میں قائم رہیں گی اُس وقت تک جماعت زندہ رہے گی اور زندگی میں بڑھتی چلی جائے گی۔

اشاعت لٹریچر کا وسیع سلسلہ

حضور نے فرمایا اشاعت لٹریچر کا کام بھی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ مختلف مشنز کو ۹۴۶۰۸ پونڈز کے قرآن کریم کی ترسیل کے نتیجہ میں ۷۰،۰۰۰ پونڈز کی وصولی ہو چکی ہے۔ روحانی خزائن کے تین ہزار سیٹ شائع ہوئے تھے۔ اُن میں سے ۲۷۵۶ مختلف جماعتوں کو بھجوائے جا چکے ہیں جن کی قیمت ۴۰۹۲۱۰ پونڈز بنتی ہے لیکن وصولی میں ابھی جماعتیں پیچھے ہیں اور ۲،۲۱،۰۰۰ کی وصولی ہوئی ہے۔ دیگر کتب ۱،۵۳،۸۲۶ کی تعداد میں بھجوائی جا چکی ہیں۔ کتب سلسلہ خریدنے کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے اور گزشتہ سال ۲۶۴۲۰ کتب سلسلہ فروخت ہوئی ہیں۔ بین الاقوامی بک فیئرز میں شمولیت کے نتیجے میں بھی بہت اچھے پھل اور رابطے مل رہے ہیں۔ ایسے ممالک ہیں جہاں ہم دعوت الی اللہ کی کوئی راہ نہیں پاتے تھے اور لٹریچر بھجوانے کا کوئی ذریعہ میسر نہیں تھا وہاں بک فیئرز کے نتیجہ میں ایسے رابطے پیدا ہوئے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وسیع مطالبے شروع ہو گئے ہیں۔ امسال جماعت نے پولینڈ، سینیگال، سوئٹزرلینڈ اور کینیڈا میں منعقدہ بک فیئرز میں شرکت کی ہے اور اس کے علاوہ جماعت اپنے طور پر بھی مختلف ممالک میں بک سٹال لگا رہی ہے اور اس میں جرمنی اور ناروے کو استقلال کے ساتھ مسلسل خدمت کی توفیق ملی ہے۔ علاوہ ازیں امسال سترہ ممالک نے ۱۹۳ نمائشوں کا اہتمام بھی کیا۔ ان نمائشوں کے ذریعے ۲۴۶۵۰ زائرین سے تعارف ہوا۔ جن میں سے بعض کے ساتھ رابطے بھی قائم ہو چکے ہیں۔

رشین، عربک، چائینیز اور ٹرکش ڈیسک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے ذریعہ دن بدن ہمارے رابطے مضبوط ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان زبانوں میں کتابیں، رسالے اور کیسٹس تیار ہو رہی ہیں اور خدا کے فضل سے بڑے وسیع پھل لگ رہے ہیں۔ اور جب سے عربی رسالہ "التقویٰ" کا اجراء ہوا ہے اُس وقت سے اور بھی نئے نئے رستے کھل رہے ہیں۔ پس ان سب ڈیسکوں اور بالخصوص عربک ڈیسک کے لیے خصوصی دعائیں کریں۔

مجلس نصرت جہاں کی خدمات

مجلس نصرت جہاں مغرب و مشرق کے افریقن ممالک میں پھیلی پڑی ہے۔ اس وقت اس سکیم کے تابع ۲۶ ہسپتال مختلف ممالک میں کام کر رہے ہیں اور جماعت کے ڈاکٹرز کی ایسوسی ایشن کو بھی خدا اس میں ہاتھ بٹانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ ۲،۳۱،۰۰۰ مریضوں کا گزشتہ سال علاج کیا گیا جن میں سے ۱۳،۹۴۰ مریضوں کا بالکل مفت علاج کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ہسپتالوں کے معیار کے مقابل پر شفاء کا معیار غیر معمولی طور پر بلند ہے اس لیے کہ انسان کے ہاتھ کی چالاکی کا دخل نہیں یہ محض خدا کی رحمت کا ہاتھ ہے جو یہ اعجاز دکھا رہا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے یہ سکیم دن بدن آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ نصرت جہاں کا بجٹ اب بارہ کروڑ ستاون لاکھ ہو چکا ہے۔ اور جس طرح ہسپتالوں کا

جال پھیلانا چاہتا ہوں۔ چند سالوں میں یہ بجٹ ایک ارب تک اور اس سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ سکول افریقہ میں اعلیٰ معیار کا ایک نشان بن چکا ہے اور اتنا زیادہ نیک اثر ہے ان سکولوں کا کہ عیسائیوں تک کے بچے احمدیت سے محبت رکھنے لگ پڑے ہیں۔

چار نئی زبانوں میں ترجمۂ قرآن

تراجم قرآن کریم کے سلسلہ میں حضور نے یہ خوشخبری دی کہ اس سال چار نئی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اور اس طرح اب تک بیس تراجم جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ سال تک پچاس زبانوں میں مکمل ترجمہ شائع ہو جائے گا۔ چالیس زبانوں میں منتخب آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے اور عنقریب اُن کی تعداد ۱۱۷ ہو جائے گی۔ فرمایا ۶۲۵ مرکزی مربیان و معلمین خدا کے فضل سے ساری دنیا میں وقفِ زندگی کی رُوح کے ساتھ اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔

تحریک وقفِ نَو

تحریک وقفِ نو کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھتے ہوئے کہا تھا کہ پیدائش سے پہلے وقف کیے گئے بچوں کی اکثریت نرینہ اولاد ہوگی۔ چنانچہ اب تک کے اعداد و شمار کے مطابق جو ۶۵۵ بچے پیدا ہوئے ہیں اُن میں سے ۵۰۱ لڑکے اور ۱۵۴ لڑکیاں ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری بات پوری کر دی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

پاکستانی احمدیوں کی قربانیاں

جماعت احمدیہ کی خدماتِ دینیہ کے مقابل پر حضور نے معاندین احمدیت کی "خدماتِ دینیہ" کا بھی ایک جائزہ پیش کیا۔ جس کے مطابق پاکستان میں ۱۲۵ احمدیوں کو مسلمان کہنے پر قید کیا گیا۔ ۵۸۸ احمدیوں کو کلمہ کا بیج لگانے پر قید کیا گیا۔ ۱۷۸ احمدیوں کو تبلیغ و تقسیم لٹریچر کے جرم میں قید میں ڈالا گیا۔ ۳۲۱ احمدیوں کو اپنی بیوت الذکر پر کلمہ طیبہ لکھنے پر قید کیا گیا۔ ۲۰۴ احمدیوں کو اذان کہنے کے جرم میں قیدی بنایا گیا۔ ۶۲ احمدیوں کو دیگر شعائرِ اسلامی کے جرم میں قید کیا گیا۔ احمدیوں پر توہینِ رسالت کے مقدمے کر کے انہیں گرفتار کیا گیا جبکہ توہینِ رسالت کی سزا موت ہے۔ ۲۱۴ احمدیوں کو متفرق جھوٹے الزامات میں قیدی بنایا گیا۔ گزشتہ چار سال میں ۱۴۲۱ احمدیوں کو مختلف مقدمات میں ملوّث کر کے جیلوں میں گھسیٹا گیا۔ کلمہ طیبہ پڑھنے کے جرم میں اب تک ۵۲ سال قید اور اُنہتر ہزار روپے جرمانے ہو چکے ہیں۔ السلام علیکم کہنے پر چھ ماہ قید اور پندرہ سو روپے کے جرمانے ہو چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ اور اُن کے معاندین کی خدمات کا موازنہ کرنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص دونوں فریقوں میں فرق نہ کر سکے تو ایسے شخص پر بہت افسوس ہے اور سوائے دعا کے اس کا کوئی علاج نہیں۔

آخر پر حضور نے دنیا کے مختلف ممالک پر رونما ہونے والے ایمان افروز واقعات کا ذکر کیا اور اس امر کو واضح فرمایا کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کی تائید اور نصرت کے نشان دکھا کر جماعت احمدیہ کی سچائی کا اعلان کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر شکر کی توفیق دے اور مخالفین کو عقل و سمجھ عطا فرمائے۔

اس کے بعد شام ۱/۲-۷ سے ۱/۲-۹ بجے تک ملاقاتوں کا پروگرام تھا جس میں مشرق بعید کے ممالک اور مشرقِ اوسط کے ممالک اور بعض دیگر ممالک کے مہمانوں نے حضور سے ملاقات کا شرف پایا۔ اس موقع پر تین افراد نے حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت بھی پائی۔ ان میں جیون میک ویلیم امریکن ہیں جو خاص طور پر بیعت کے لیئے امریکہ سے تشریف لائے۔ اور ان کے علاوہ دو عرب الجیرین نوجوانوں کو بھی حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی توفیق اور سعادت ملی۔

قرآنی تعلیمات کی رُو سے عورت کے بلند و بالا مقام کا تذکرہ

ماں کے قدموں میں جنّت رکھ کر بتا دیا کہ ماں کے ذریعے خدا تک پہنچا جا سکتا ہے

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۸۸ء کے دوسرے روز حضرت امام جماعت احمدیہ کا خواتین سے خطاب

۲۳ ؍جولائی دوسرے دن حضرت امام جماعت احمدیہ نے خواتین کے جلسہ سے خطاب فرمایا۔ حضور نے اپنے اس خطاب میں لجنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ دو سال سے مَیں (ہمارے دین میں) عورت کے مقام پر آپ سے خطاب کر رہا ہوں کہ ہمارا دین عورت کو مذہب میں خاص مقام دیتا ہے اور اس سے کوئی ناانصافی نہیں کرتا۔ اب مَیں "عورت اور مذہب" کے موضوع پر آپ کے سامنے دینی تعلیم رکھتا ہوں۔ لیکن ساتھ یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ دیگر مذاہب میں سے شینتو، تاؤازم، بدھ ازم، کنفیوشزم وغیرہ عورت کے کسی مقام کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ بعض مذاہب اس کا اس قدر تذلیل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ باشعور انسان عورت کے متعلق اس کی تعلیم دیکھ کر مذہب سے بھی متنفر ہو جاتا ہے اور خدا کے وجود کا بھی انکاری ہو جاتا ہے۔

ہندوازم میں عورت کو جانوروں سے بدتر جو مقام دیا گیا ہے وہ نہ ہی دیا جاتا تو بہتر تھا۔ آج ہندوستان کی حکومت کو ہندو مذہب کی بعض بدرسوم کے خلاف جہاد کرنا پڑ رہا ہے۔ ہندو مذہب میں عورت کو وید تک پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ جہاں تک بائبل کا تعلق ہے وہ عورت کو مذہب میں دخل اندازی سے روکتی ہے حتّٰی کہ لوگوں کی موجودگی میں کلیسا میں کوئی سوال پوچھنا بھی اس کے لیئے قابلِ شرم ہے۔ مگر جہاں تک ہمارے دین کا تعلق ہے اس میں اجتماعی عبادات میں عورت کو برابر کا حق دیتے ہوئے سہولتیں دی گئی ہیں۔ اور اس کی خلقت کے اعتبار سے ہر عبادت میں اس کی شرکت کو لازم قرار نہیں دیا گیا لیکن اپنے شوق سے شامل ہونا چاہے تو بے شک شامل ہو جائے حتّٰی کہ جہاد تک میں اس کی شمولیت سے اسے منع نہیں فرمایا گیا بلکہ

نیکیوں اور حج اور عمرہ میں شامل ہونے کو بھی اُس کے جہاد کے برابر قرار دیا گیا۔ پھر اس کے دل میں اسکی عظمت کا احساس پیدا کرنے کے لیئے اور یہ بتانے کے لیئے کہ ان سے کوئی ثانوی سلوک نہیں ہو رہا بوڑھوں اور کمزوروں اور بچوں کو بھی اُن کے ساتھ شامل کر دیا اور کہا کہ ان سب کا جہاد حج ہی ہے۔ جہاں تک عورت کے معلّم اور مربّی ہونے کا تعلق ہے ہمارا دین نہ صرف عورت کو عورتوں کا مربّی ہونے کا حق دیتا ہے بلکہ باہر کی دنیا کے مردوں کا مربّی اور معلّم بننے کا حق بھی دیتا ہے۔ اور یہ وہ حق ہے جو عیسائی چرچ نے آج تک عورت کو نہیں دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کی زندگی میں بھی مردوں کو مسائل سکھائے اور آپؐ کے وصال کے بعد بھی سکھائے۔ اور لوگوں نے آدھا دین اُن سے سیکھا۔ آپؓ کی روایات میں ایک روشنی اور جلاء ہے جو صاف پہچانی جاتی ہے۔ اور یوں عورت کو مرد کا معلّم بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنی نوع انسان کے درمیان قیامت تک کے لیئے رابطہ بنا دیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا جب عورتوں کی باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بے تکلف جگہ پاتی تھیں تو اس کی برکت سے خدا تعالیٰ کے دربار میں بھی ان کی باتیں جگہ پاتی تھیں۔ چنانچہ قرآن کریم ایک عورت کی اپنے خاوند کے خلاف شکایت کا ذکر کرتا ہے جو راتوں کو اُٹھ کر اپنے رب کے حضور شکایت کرتی تھی۔ خدا نے اُسے سُنا اور قبول کیا اور ہمیشہ کے لیئے قرآن میں یہ پیغام دے دیا کہ اگر تم اپنے خاوندوں سے نالاں ہو تو ضرور قضاء میں پہنچو اور اپنے حقوق لینے کی کوشش کرو۔ لیکن قضاء پر بناء نہ کرو تمہارا ایک خدا ہے جو تمہارے لیئے اُسی طرح غیرت اور تمہاری تکلیف کا احساس رکھتا ہے جس طرح مردوں کی تکلیف کا احساس رکھتا ہے۔ اس لیئے اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس سے اپنے حقوق کی حفاظت چاہو۔

پھر حضور نے سورۃ التحریم کی آیات ۱۲ اور ۱۳ کی تلاوت کر کے بتایا کہ اس میں عورت کو نیکیوں میں ایک ماڈل کے طور پر پیش کر کے اُسے ایک مقام عطا فرمایا گیا ہے کہ جو دیگر مذاہب کے مقابلہ میں نہ صرف بے مثل بلکہ اس طرح درخشندہ ہے کہ اس کے پاسنگ بھی کسی مذہب کی تعلیم نہیں پہنچتی۔ اس میں ہر مومن کے لیئے فرعون کی بیوی اور مریم بنتِ عمران کی مثالیں پکڑنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا آج دُنیا میں حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی شکل میں جو مسیحیت دوبارہ پیدا ہوئی ہے اس میں بھی ایک عورت کا احسان ہے کہ مریمی حالت جب پیدا ہوئی تو "مسیح" پیدا ہوئے۔ کتنا عظیم الشان مقام ہے جو عورت کو دیا گیا ہے لیکن لوگ لاعلمی اور جہالت سے یہ کہتے ہیں کہ دین حق میں عورت کا کوئی مقام نہیں۔

اس کے بعد حضور نے عورت کی مختلف حیثیتوں بیٹی، ماں وغیرہ کے لحاظ سے دینی تعلیم کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آنے والے واقعات کی روشنی میں وضاحت کی کہ ان کے جو حقوق اللہ نے مقرر فرمائے ہیں اُن میں تو رسول اللہؐ نے بھی کبھی دخل نہیں دیا۔ پھر کون ہے دنیا میں جو اس تعلیم کے ہوتے ہوئے عورت کو کسی حق سے محروم کر سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا ماں کے لحاظ سے تو قرآن نے عورت کو اس قدر بلند مقام تک پہنچا دیا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ قرآن کریم نے تو ماں باپ دونوں کے مقام اور منصب کو ایک بہت ہی بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے لیکن ماں کا جس قدر خصوصیت سے ذکر قرآن و حدیث میں ملتا ہے آپ دیکھیں گے باپ کا ذکر اس طرح خصوصیت سے نہیں ملتا۔ اور بسا اوقات باپ کا ذکر پیچھے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس لیئے جب آپ ماں کے معاملات پر غور کر کے اس کے تعلقات کو پیش نظر رکھ کر شکر کرنے والے بندے بنیں گے تو آپ کا اللہ سے بھی تعلق قائم ہو جائے گا۔ اسی لیئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے اور ماں کے توسط سے خدا تک پہنچا جا سکتا ہے۔ ماں کے رحم اور خدا کی صفتِ رحمانیت کو ایک ہی مادہ سے بنا کر یہ بتا دیا ہے کہ جو ماں کے رحم کو کاٹے گا وہ میری رحمانیت سے بھی کاٹا جائے گا اور کبھی اس کا مجھ سے تعلق قائم نہیں ہو سکے گا۔ اس سے زیادہ عظمت کی تعلیم عورت کے متعلق تصور میں بھی نہیں آسکتی کہ عورت خدا تک پہنچانے کی راہ بن گئی اور اس مضمون کو وضاحت سے بیان فرما دیا گیا کہ عورت سے تمہارا آغاز ہوتا ہے جس طرح خدا سے کائنات کا آغاز ہوتا ہے۔ تم رحم میں اس طرح پل کر اس طرح اپنے منتہا کو پہنچتے ہو جس طرح خدا کی رحمانیت نے آغاز آفرینش سے ترقی دیتے ہوئے کائنات کو اس بلند و بالا مقام تک پہنچا دیا اور یہ دونوں رشتے ایسے ایک دوسرے سے منسلک ہو چکے ہیں کہ ایک کو کاٹو گے تو دوسرے سے بھی کاٹے جاؤ گے۔

آسمان پر ایسے فیصلے ہوئے ہیں کہ

دُنیا کی تدبیریں خدا کی تقدیر کے تابع بدل دی جائیں گی

اسیرانِ راہِ مولیٰ، تمام دُنیا کے احمدیوں اور تمام دُنیا کے مسلمانوں کو عید مبارک

حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ اسلام آباد برطانیہ بتاریخ ۲۴ جولائی ۱۹۸۸ء کا خلاصہ

ٹلفورڈ برطانیہ میں جماعتِ احمدیہ کے مرکز اسلام آباد میں صبح دس بجکر چالیس منٹ پر نماز عید ادا کی گئی۔ اس کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ سٹیج پر تشریف لائے اور فرمایا۔ سب حاضرین کو عید مبارک ہو۔ اُن کو بھی جو یہاں حاضر نہیں ہو سکے۔ ان کو بھی جو آزاد ہیں۔ اُن کو بھی جو اسیرانِ راہِ مولیٰ ہیں۔ تمام دنیا کے احمدیوں کو

بھی۔ تمام دنیا کے مسلمانوں، تمام بنی نوع انسان کو یہ عید مبارک ہو کیونکہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد میں تمام بنی نوع انسان کے فوائد مضمر ہیں اس لیئے یہ عید ہم سب کے لیئے ایک مشترک عید ہے۔

بعدازاں حضور نے تشہد و تعوذ، سورۃ فاتحہ و سورۃ توبہ کی آیت انیس ۱۹ اور بیس ۲۰ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ قرآن کریم میں حج بیت اللہ کو جہاں تمام دنیا کے انسانوں کے لیئے فرض فرمایا وہاں اس کے مضمون پر جگہ جگہ اس رنگ میں روشنی ڈالی کہ اس کے فلسفے اور حکمت سے انسان کو خوب آگاہی ہو۔ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے ہم بالعموم اس نعمت سے محروم کر دیئے گئے ہیں مگر ایک سال بھی ایسا نہیں گزرا جب احمدی حج پر نہ گئے ہوں۔ وہاں ان کے تجارب کا ذکر سن کر میرا دل اس اطمینان سے بھر جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اگر کسی کا حج قبول ہوا تو وہ احمدی ہیں۔ وہ ہر قسم کے خطرات کو مول لیتے ہوئے خدا، رسول اور ابراہیمی روایات کے عاشق بن کر حج بیت اللہ کا سفر کرتے ہیں۔ میرا ایمان اور پختہ یقین ہے کہ اور کسی کا حج قبول ہو یا نہ ہو ان کا حج ضرور قبول ہوتا ہے۔ رہا ان کا سوال جو چاہیں بھی تو ان مقامات مقدسہ تک نہیں پہنچ سکتے تو خدا نے لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہ کہہ کر ان کے لیئے تسکین کی ایک راہ اور قبولیت حج کی ایک اہم بنیادی شرط بیان فرما دی ہے کہ قبولیت حج کا گہرا تعلق توحید الٰہی سے ہے۔ ظاہری حج خواہ کیسا ہی مکمل ہو وہ مقبول نہیں ہو سکتا جب تک انسان کی روح توحید سے بیت اللہ کے گرد طواف کرنا نہ جانتی ہو۔ کیونکہ ظاہری حج اور ظاہری نیکی فی ذاتہ کوئی چیز نہیں۔

حضور نے فرمایا اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ کی آیت سے یہ مضمون خوب روشن ہو گیا کہ جن کو حج کی توفیق مل رہی ہو وہ اگر توحید خالص اور نیک صفات سے ہی عاری ہوں تو خدا کے نزدیک حج کے ظاہری مناسک ادا کرنے والے یہ لوگ ان حاجیوں کے برابر نہیں ہو سکتے جن کو ظاہری حج کرنے کی توفیق تو نہیں ملی مگر اس کے باوجود وہ اپنی نیکیوں کی وجہ سے خدا کے نزدیک ان ظاہری مناسک حج ادا کرنے والوں سے بلند مرتبہ پر ہیں۔ اس مضمون کا پہلا روشن عملی اظہار اس وقت ہوا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ سے روک دیا گیا۔ حالانکہ اسی کی خاطر تو خانہ کعبہ تعمیر کیا گیا تھا۔ اگر وہ خانہ کعبہ کو آباد نہ کرتا تو خانہ کعبہ آباد نہیں کہلا سکتا تھا اور اس کی تعمیر کے مقاصد ہرگز پورے نہیں ہو سکتے تھے۔ اس موقع پر صحابہؓ تو ہر لحاظ سے فدا ہونے اور لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہ کے مضمون کو پورا کرنے کے لیئے تیار تھے لیکن وہ جس کا دل مہبط انوار الٰہی تھا اور جس کا دل وہ تخت تھا جس پر معراج کی تجلی ہوئی اس نے اسے کسی اور رنگ میں سمجھا اور فرمایا ہرگز نہیں اگر تم خدا سے ڈرتے ہو تو اس کے منشاء کے خلاف میں تمہیں ہرگز حج کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ اپنی حمیت میں تلوار کے خوف سے آزاد ہونا تو خشیت الٰہی نہیں خشیت الٰہی تو یہ ہے کہ اپنی تمام خواہشوں اور حمیتوں کو رضائے الٰہی پر مٹ جانے دو اور اس بات پر نظر رکھو کہ خدا کس بات پر راضی ہوتا ہے۔ پس یہ ایک مرد خدا تھا جو تمام صحابہؓ میں ایک روشنی کے مینار کے طور پر اکیلا کھڑا ہو گیا کہ یہ حج نہیں ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ شرط مقرر فرمائی ہے کہ اگر راہ میں خطرے ہوں تو حج [illegible]۔ ایسے میں خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نظر کی اور

یہ فیصلہ فرمایا کہ مجھ سے ڈرنے والا یہ بندہ خدا جس نے ذاتی حمیتوں کی ادنیٰ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے حج نہ کرنے کا فیصلہ میری رضا کی خاطر کیا ہے۔ چنانچہ یہ وہ وقت تھا جب خانہ کعبہ کے مقاصد اپنی پوری شان اور عروج کے ساتھ پورے ہوئے اور وہ قربانی کی گئی جس کی خاطر اسمٰعیلؑ کو قربان کرنے کا نمونہ دکھایا گیا تھا۔

فرمایا ہر چیز کا ایک معراج ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کا بھی معراج ہوا، روزہ اور زکوٰۃ کا بھی۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اس دن صلح حدیبیہ میں حج کا بھی معراج ہوا اور خدا نے حج نہ کرنے والوں کا حج اِس شان سے قبول کیا۔ بظاہر حج نہ کرنے کی وجہ سے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے دلوں کی جو کیفیت تھی خدا نے دلی درد کے جذبات کو جس طرح قبول فرمایا اس کا ذکر سورۃ فتح میں ملتا ہے۔ بظاہر دنیا کی نظر میں وہ ناکام لوٹے مگر آسمان پر ایسی عزت پائی کہ کسی ناکام لوٹنے والے نے دنیا میں ایسی عزت نہیں پائی تھی۔ اس وقت خدا نے آپؐ کے حج کی مقبولیت کے ذکر پر مشتمل سورۃ نازل کی اور بتایا کہ بعض ایسے بھی حج نہ کرنے والے ہیں کہ جن کا حج خدا کی نظر میں مقبول ہوتا ہے۔ حج کی قبولیت تو یہی ہے کہ انسان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حج ایک نرالی شان کے ساتھ مقبول ہوا۔

حضور نے فرمایا۔ دنیا میں عام حاجیوں کے حج تو سابقہ لغزشوں کی معافی کی صورت میں قبول ہوا کرتے ہیں مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رضائے باری تعالیٰ کی خاطر اپنی جان اور دل کی امنگوں پر بظاہر حج نہ کر کے ایک چھری پھیر دی تو اس پر خدا کے پیار کی نظر پڑی اور خدا نے فرمایا کہ اس کی گزشتہ اور آئندہ آنے والی سب لغزشیں معاف۔ کیا دنیا نے کبھی ایسا حج بھی دیکھا تھا۔ پس اے عشاق! اے عشاقِ توحیدِ الٰہی!! مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک تم جھوٹی عزتوں کی پرواہ کیے بغیر خدا کی خاطر اس حج سے رُکے رہو گے جس کی راہ میں تمہارے لیے خطرات درپیش ہیں تو خدا کی قسم آسمان پر تمہارا حج ضرور قبول کیا جائے گا، ضرور قبول کیا جائے گا اور ضرور قبول کیا جائیگا پس اے وہ حاجیو! جو بظاہر حج سے محروم ہو تمہیں مقبول حج مبارک ہو اور یہ عید آج کے لیے بھی مبارک ہو، کل کے لیے بھی اور آئندہ احمدیوں کی تمام نسلوں کو بھی مبارک ہو۔

اِس ضمن میں حضور انور نے اپنی اس مبشر رؤیا کا بھی ذکر فرمایا جس میں آپ نے حضرت اماں جان کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر مجھے خانہ کعبہ کا طواف تو کروا دو۔ اِس کا ذکر حضور نے پہلے بھی ایک خطبہ میں کیا تھا۔ حضور نے فرمایا مجھے نظر آرہا ہے کہ آسمان پر ایسے فیصلے ہوتے ہیں کہ دُنیا کی تدبیریں خدا کی تقدیر کے تابع بدل دی جائیں گی۔ اس کے بعد حضور نے بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی جن میں تمام دُنیا کے انسانوں پر نزولِ رحمت اور خانہ کعبہ کے مقاصد کی تکمیل کی دعا شامل ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اس کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور جس وقت تک بیت اللہ کی تعمیر کے تمام مقاصد پورے نہ ہو جائیں اُس وقت تک آرام سے نہ بیٹھیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

انسانی زندگی کے ہر پہلو کے حقوق کے لئے قرآن کریم نے واضح تعلیم دی ہے

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۸۸ء کے آخری روز عدل و احسان کے موضوع پر حضرت امام جماعت احمدیہ کا خطاب

اللہ نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ جماعت کو نماز کا عادی بنا دوں!

اسیران راہ مولیٰ، بنی نوع انسان اور غریبوں و یتیموں کیلئے دعا کی تحریک

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۸۸ء کا آخری اجلاس حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ سب سے پہلے مکرم محمود عودہ صاحب نے تلاوتِ قرآن پاک کی، پھر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عربی قصیدہ یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ سے منتخب اشعار مکرم بکر عبید صاحب آف تنزانیہ نے ترنم سے سُنائے۔ اس کے بعد اردو منظوم کلام حضرت بانی سلسلہ مکرم داؤد احمد ناصر صاحب آف مغربی جرمنی نے پڑھ کر سُنایا۔ اس کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا تازہ منظوم کلام مکرم الیاس احمد صاحب آف مغربی جرمنی نے پڑھ کر سُنایا جس میں اسلم قریشی کیس کے متعلق مخالفین کی ناکامی کو نہایت شاندار طریق سے بیان کیا گیا تھا۔ اس کے بعد حضور کا خطاب چار بجکر چوبیس منٹ پر شروع ہوا اور سات بجکر چھبیس منٹ تک جاری رہا۔ جو کہ عدل و احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے بارہ میں تھا۔

حضور گزشتہ چند سال سے اِس مضمون پر خطاب فرما رہے ہیں۔ امسال بھی یہ موضوع مکمل نہیں ہو سکا لہذا آئندہ بھی انشاء اللہ یہ جاری رہے گا۔ موجودہ خطاب میں حضور نے قرآن و حدیث اور ارشادات حضرت بانی سلسلہ کی روشنی میں عدل و احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے ضمن میں مختلف انسانی حقوق پر بحث فرمائی۔ جن میں قول کا عدل، بین الاقوامی معاملات میں عدل، والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، یتامیٰ کے حقوق، اقرباء کے حقوق شامل ہیں۔

حضور نے فرمایا یہ مضمون انسانی دلچسپیوں پر ہی نہیں بلکہ حقیقت میں تمام کائنات پر پھیلا ہوا ہے مگر آج کے خطاب کے لئے میں نے انسانی حقوق سے متعلق قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات کا انتخاب کیا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے حقوق کے لئے قرآن کریم نے کھلی کھلی واضح تعلیم نہ دی ہو۔ اور حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی تفسیر اور حکمت بیان نہ فرمائی ہو اور پھر عملاً وہ تعلیم آپؐ کی زندگی میں جاری نہ ہوئی ہو۔ تمام تر تعلیم جو ہم قرآن میں دیکھتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں اس کی تفسیر سنتے اور اس تعلیم کو ہم صحابہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملوں میں ڈھلتے ہوئے بھی دیکھتے ہیں۔

قول کا عدل

حضور نے فرمایا قرآن کریم قول کے عدل میں سب کتابوں سے ایک منفرد کتاب ہے۔ کسی اور کتاب میں یہ محاورہ مجھے نظر نہیں آیا۔ یہ وہ بنیادی چیز ہے جس سے آگے عدل کا مضمون پھوٹتا اور پھیلتا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے قول کا جو عدل پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ بڑھ چڑھ کر خوبصورت باتیں کرتے ہیں ان کی باتیں صرف دنیا کے لیئے ہی ہوا کرتی ہیں خدا اور بندے کے درمیان نہیں۔ جبکہ قول کا عدل یہ ہے کہ وہ خدا اور بندے کے درمیان میں ہوں اور صرف بندے اور بندے کے درمیان نہ ہوں۔ کیونکہ جو شخص خدا کے لیئے عادل نہ ہو وہ دنیا میں عدل نہیں کر سکتا۔ قولِ عدل کی دوسری وضاحت یہ فرمائی کہ عدل کی باتیں کرنے والے اگر سچے ہیں تو اپنے قریبیوں کے خلاف بات کے وقت وہ سچی بات کہنے کے ہی اہل عادی ہوتے ہیں اور اُن کے عدل کی زد میں آنے پر بھی وہ عدل سے نہ رکیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ تو ہمیں نہ صرف قولِ عدل سکھاتا ہے بلکہ اسے حسین بنانا بھی سکھاتا ہے۔ قرآن کریم نے قولِ سدید کے لفظ کے ذریعہ قولِ عدل کی ایک اور تفسیر بھی بیان فرمائی ہے۔ سدید کا عدل سے تعلق ہے۔ قولِ سدید وہ ہے جس میں کوئی بل نہ ہو اور مخاطب کے لیئے اس میں کسی قسم کی غلط فہمی کا امکان نہ رہے۔ بعض لوگ مخالف سے سچ کے نام پر سختی سے بات کرنے کو قولِ عدل کا نام دے دیتے ہیں مگر قرآن جس قول کو قولِ عدل کہتا ہے اس میں بات کو مُنہ پر مارنے کا کوئی تصور نہیں بلکہ لِیّن کی تلقین کرتا اور قول میں احسان کو بھی داخل کرتا ہے۔ گویا جتنی اچھی بات کی طرف بلاؤ گے تمہارا قول قولِ حسین ہوتا چلا جائے گا۔ پس قولِ عدل کی تعلیم دے کر ہمیں سارے معاشرے کی اصلاح کے طریق سکھلا دیئے۔

بین الاقوامی تعلقات میں عدل

حضور نے فرمایا بین الاقوامی تعلقات میں ہمارے دین نے ہمیں جو عدل کی تعلیم دی ہے اس میں قومیت کا کوئی تصور نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں کہہ کر اس کو بڑی ہی خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے کہ تقویٰ اور ذاتی نیکی کے سوا کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے قرآن کریم نے ایک دوسرے پر بڑائی اور فخر کی بیماری کو جڑ سے پکڑا ہے اور ہر قسم کا تمسخر اڑانے اور نیشنلزم کا پرچار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ تمام وہ لطیفے جو ذات پات کے اعتبار سے مشہور ہیں وہ ایسے ذہنوں کی پیداوار ہیں جس کو قرآن نے ختم کرنے تلقین کی ہے۔

پس قرآن جب عدل کی بات کرتا ہے تو اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے اور تمام خطرات سے بھی متنبہ کرتا ہے۔ وہ ظاہری رشتوں کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ تقویٰ کو پیش نظر رکھتا ہے۔

حضور نے فرمایا انسان ہتھیاروں کی وجہ سے خطرے میں نہیں بلکہ اُن دلوں کی وجہ سے خطرے میں ہے جن کے

اندر ظلم و سفاکی پائی جاتی ہے کہ جب ضرورت پیش آئے بے پرواہ ہو کر دوسروں کا خون کرنے لگیں۔ پس بین الاقوامی امن کے لیے بنیادی اندرونی بیماریوں کی اصلاح ضروری ہے۔ اس کے بارہ میں قرآن یہ تعلیم دیتا ہے کہ جب دو فریق کی آپس میں لڑائی ہو تو ان میں صلح کروا دو اور صلح کے بعد جو فیصلے کرو ان میں انصاف سے کام لینا ورنہ پھر جنگوں کے بیج بو جاؤ گے۔ قرآن ظالم قوم پر غلبہ کے وقت انصاف کرنے اور زیادتی نہ کرنے کی ہدایت فرماتا ہے کہ اگر تم نے تقویٰ سے کام لیا اور ظالم قوم سے انصاف کیا تو پھر یقین رکھو کہ ایک مستقل امن کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد حضور نے والدین، اولاد، یتامیٰ اور اقارب کے حقوق قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑی تفصیل سے بیان فرمائے اور بتایا کہ قرآن کریم کے عائد کردہ حقوق و فرائض کی مانند کوئی تعلیم یا فلسفہ کسی اور مذہب میں نظر نہیں آئے گا۔ بلکہ ان کی تعلیم کے دائرے بہت تنگ ہیں جبکہ قرآن نہ صرف وسیع دائروں میں بلکہ ہر پہلو سے بات کرتا ہے۔

والدین کے حقوق

والدین کے حقوق کے ضمن میں فرمایا کہ مشرق و مغرب میں بچے اپنے والدین کے حقوق ادا کرنے سے غافل ہو گئے ہیں جس کے نتیجہ میں معاشرے میں دکھ پھیل گئے ہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی تعلیم کے مطابق بار بار اپنے غلاموں کو اپنے والدین کے حقوق کی طرف متوجہ کیا اور ایسا احترام دلوں میں پیدا کر دیا کہ جس کے نتیجے میں ایک حسین معاشرہ دنیا کے سامنے ابھرا۔ والدین کے متعلق دینِ حق کی تعلیم ایسی جامع ہے کہ اگر آج مغربی اقوام اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ان کے بوڑھے کس مپرسی کی حالت میں نہ رہیں۔

اولاد کے حقوق

اولاد کے حقوق کے ضمن میں فرمایا کہ خدا نے تو اولاد کو رزق کے حصول کا ذریعہ بتایا تھا مگر متمدن اقوام اپنی لاعلمی سے اور رزق کے خوف سے اس ذریعہ کو اپنے اوپر بند کر رہی ہیں۔ یہ اولاد کا پہلا حق ہے کہ انہیں قتل نہ کیا جائے۔

حضور نے فرمایا ہمارے دین نے جس رنگ میں اولاد کے ساتھ محبت اور شفقت کرنے کی تلقین فرمائی ہے اس پر عمل کیا جائے تو آج کی ترقی یافتہ قوموں میں وہ ہزاروں لاکھوں بچے بچ جائیں جو ہر سال ماں باپ کی شفقتوں سے محروم ہونے کی وجہ سے خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ وہ ہیں جو کئی قسم کے نفسیاتی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ایک اندازے کے مطابق صرف امریکہ میں ہر سال چار لاکھ نو عمر بچے خودکشی کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ والدین نے اولاد کے حقوق کو ادا نہیں کیا۔

یتامیٰ کے حقوق

پھر یتامیٰ کے حقوق کے ضمن میں آپ نے فرمایا کہ اگر یتامیٰ کے حقوق کو نظر انداز کرو گے تو تم میں دینی اور روحانی بیماریاں نشو و نما پائیں گی۔ جس سوسائٹی میں یتامیٰ کی عزت نہ رہے اور انہیں ٹھکرایا جائے وہاں پھر دین کو بھی ٹھکرایا جاتا ہے۔

آخر پر حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ خدمت کرنے والوں کا حق ہے کہ ہم ان کے لیئے دعا کریں۔ حضور نے افسر جلسہ سالانہ مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب کے لیئے خصوصی دعا کی تحریک فرمائی اور بتایا کہ جب مَیں یہاں آیا تھا تو ان کی صحت بہت کمزور تھی۔ مگر جب مَیں ان پر کام کا بوجھ ڈالتا چلا گیا تو ان کی صحت بھی اچھی ہوتی چلی گئی۔ پس دعا کریں کہ ان کی یہ جوانی قائم و دائم رہے اور ہر سال انہیں حسنِ عمل کے ساتھ جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق ملتی رہے۔ پھر ان کے جملہ معاونین اور انصار کی روح رکھنے والی جماعت انگلستان کے لیئے دعا کی تحریک کی اور فرمایا کہ انہوں نے واقعہ میں انصار ہونے کا حق ادا کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ انہوں نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ مَیں جب بھی ان کو خدمت کرتے دیکھتا تھا تو دل محبت سے بھر جاتا تھا اور بڑا پیار ان پر آتا تھا۔ جس طرح مجھے ان پر پیار آتا رہا اور ان کے لیئے مجسم دعا بنتا رہا آپ بھی ان کے لیئے پیار سے دعا کریں۔ ان میں ایک کمزوری بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ نئی نسلیں ابھی تک نماز باجماعت کی طرف پوری طرح مستعد نہیں ہوئیں اس کے دور ہونے کے لیئے بھی دعا کریں۔ حضور نے فرمایا مَیں سوچتا تھا کہ جب مَیں واپس چلا جاؤں گا تو کون ان کی تربیت کریگا تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ ان کو نماز کا عادی بنا دو جس کے لیئے مَیں مسلسل انہیں سمجھاتا رہا ہوں۔

حضور نے جلسہ پر آنے والوں کے لیئے بھی دعا کی تحریک فرمائی کہ یہ محض للہ اور للّٰہی محبت میں یہاں آئے ہیں ان میں سے بعض چھ چھ ماہ بھی ٹھہرے مگر سارا وقت خدمت میں لگے رہے اور باہر نکل کو کچھ دیکھا تک نہیں۔ صاف دل للّٰہی محبت کرنے والے اور بجز ملاقات کے کوئی مقصد لے کر نہیں آئے۔ ان سے ملنا میرے لیئے سب سے کڑی آزمائش ہے۔ جذبات پر قابو پانا پڑتا ہے جو میرے لیئے سخت آزمائش ہوتی ہے۔ پس جن مہمانوں کی خدمت کی آپ کو توفیق ملی ہے وہ کوئی معمولی لوگ نہیں ہیں اُن کے لیئے خاص طور پر دعا کریں۔

آخر میں حضور نے اُن محروموں کے لیئے دُعا کی درخواست کی جو تڑپ رہے ہیں مگر آ نہیں سکتے۔ حضور نے فرمایا اُن کے بے قرار خط پڑھ کر میرا دل دہل جاتا ہے۔ اسی طرح حضور انور نے اسیران راہِ مولیٰ اور ساری جماعت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرنے والے، جن کے خلاف پھانسی کی سزا کا حکم ہوا ہے مصیبت زدگان، شہداء، بنی نوع انسان، غریبوں اور یتیموں سب کے لیئے دعا کی تحریک فرمائی۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے زندگی بخش خطبات

عبادات میں اضافے سے خدا کی تقدیر جلد تر ظاہر ہو سکتی ہے

زمین پر خدا کی عبادت قائم کئے بغیر تم آسمان پر نجات یافتہ نہیں لکھے جاؤ گے

(حضور ایدہ اللہ کے فرمودہ خطبہ جمعہ ۱۷ ؍جون ۱۹۸۸ء کا خلاصہ)

حضرت امام جماعت احمدیہ نے جماعت احمدیہ کو عبادات کا معیار بلند کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ انبیاء اور مامورین کے لئے فتح و کامرانی کی تقدیر بہرحال ضرور جاری فرمایا کرتا ہے اور فیصلہ کا دن ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ کا یہ فیصلہ جلد تر اور روشن تر صورت میں ظاہر ہو۔ اور یہ ذریعہ ہے عبادات کے معیار کو بلند کرنے کا۔

حضور نے فرمایا اس لحاظ سے تمام دنیا کی جماعت احمدیہ کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے توجہ دلائی ہے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں نہایت پُرشوکت انداز میں اور بڑی قوت کے ساتھ جماعت کو عبادات کے قائم کرنے، عبادات کے معیار کو بلند کرنے، نمازوں میں قدم آگے بڑھانے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ رؤیا میں اس مضمون کو میں اس طرح بیان کر رہا ہوں کہ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ماننے کی وجہ سے تم آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ گے تو یہ غلط خیال ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک زمین پر تم خدا کی عبادت کو قائم نہیں کرو گے آسمان پر تم نجات یافتہ نہیں لکھے جاؤ گے۔ اس لئے زمین پر عبادتوں کو قائم کرو۔

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ خدا کی عبادت کو از سر نو قائم کیا جائے۔ اگر تم حضرت اقدس کے سچے خادم ہو، اگر تم حضرت اقدس کے ساتھ وفا کرتے ہو تو زمین پر اس خدا کی عبادت کو قائم کرو جو آسمان پر ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ پھر تم آسمان پر خدا کے عبادت گزار بندوں میں لکھے جاؤ گے اور حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی نجات یافتہ جماعت میں داخل ہو گے۔

حضور نے فرمایا الفاظ کی معمولی ترمیم تو ہو سکتی ہے لیکن اسی قسم کا مضمون تھا جو میں رؤیا میں احباب جماعت کو بتا رہا ہوں ۔۔۔ حضور نے فرمایا خدا کے فضل سے مجھے یقین ہے کہ جب جماعت احمدیہ تمام دنیا میں نماز کے جہاد

میں مشغول ہو جائے گی تو ان نمازوں کے نتیجہ میں احباب جماعت کا خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے گا۔ انہیں نمازوں میں دعاؤں کی توفیق ملے گی اور وہ خدا سے مدد مانگیں گے۔ لکھوکھہا دلوں سے اُٹھنے والی نالیاں آسمان کی طرف بلند ہوں گی اور خدا کی رحمت کے نور سے بھر کر چلیں گی۔ زمین پر عبادت کرنے والے ہر دل سے ایک نالی اُٹھے گی، ایک شاخ بلند ہو گی جو آسمان سے اپنا تعلق قائم کر کے آسمان کی رحمت کا رس چوسنے لگے گی۔

حضور نے فرمایا اگر تمام دنیا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خدا کی سچی عبادت کرنے والے احمدی پہلے سے بہت بڑھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف متوجہ ہوں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل نہیں بلکہ آج ہی آپ یہ میدان جیت چکے ہوں گے۔ خدا کی وہ تقدیر تو بہرحال ظاہر ہو گی جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ خدا تعالیٰ یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ بڑے زور آور حملوں سے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی سچائی کو تمام دُنیا پر ثابت کر کے دکھائے گا۔ یہ خدا کی تقدیر ہے جس میں نہ آپ کا کوئی دخل ہے نہ میرا، نہ آپ کی کوئی مجال ہے اور نہ میری کوئی مجال ــــ پس عبادات کے معیار کو بڑھانے کی صورت میں خدا کی رحمت کی تقدیر کو جلد تر ظاہر کرنے اور روشن تر صورت میں ظاہر کرنے کے لئے ہمیں بہت محنت کی ضرورت ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے تمام احمدی گھروں میں خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ دی جائے گی ــــ حضور نے فرمایا کہ عبادت کا معیار ماہِ رمضان کی سی عبادت کا ہونا چاہیئے اور احمدی احباب اتنی عبادت کریں کہ معلوم ہو کہ رمضان دوبارہ ہر احمدی گھر میں لوٹ آیا ہے۔ اور خدا کرے کہ وہ رمضان ہو جو احمدیوں کے گھروں کو کبھی چھوڑ کر نہ جائے۔ آمین

قیامت کا سا نشان دیکھنا ہے تو نمازوں پر توجہ دو

اس سال کو پوری شدت سے عبادت کا سال بنا دیں!

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ جون ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لنڈن)

حضور انور نے فرمایا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ انسان نے اپنی زندگی میں اتنے بُت بنا رکھے ہیں، وہ اتنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے خدا کے سوا کہ اسے روزمرہ کی زندگی میں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ زبان میری ایک خدا کے سوا کسی اور کا اقرار نہیں کرتی لیکن میرا دل اور میرا عمل اور میری توجہات اس ایک خدا کے سوا بہت سے دوسرے معبودوں کی پرستش کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز کو میرے ذکر کی خاطر پڑھا کر۔ حضور انور

نے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں کہ خدا کے ذکر کے لیئے ہی نمازیں پڑھی جاتی ہیں، مگر اس فقرہ پر ٹھہر کر سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ جو فرمایا گیا کہ تو میرے ذکر کی خاطر نماز پڑھا کر تو اسے اپنے آپ کو ٹٹول کر دیکھنا چاہیئے کہ میں واقعی خدا کے ذکر کی خاطر ہی نماز پڑھ رہا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس بات کا جواب ہر انسان اپنے تجربے اور حالات کے مطابق اپنی نمازوں کی کیفیت کے مطابق دے سکتا ہے۔ لیکن اگر بنظر غائر دیکھے گا، اگر حقیقت کی نظر سے دیکھے گا تو وہ عرفان کے کسی بھی مقام پر ہو وہ اپنے نفس کو نفی میں جواب دے گا۔ کیونکہ جب یہ کہا جائے کہ نماز ذکر الٰہی کے لیئے ہے، خدا کی یاد کے لیئے ہے اور اس غرض سے نماز پڑھا کرو یعنی نماز کو ذکر الٰہی سے بھر دو تو اس تعریف کی اس رُوح سے نماز کی جو شکل ظاہر ہوتی ہے وہ ہماری اکثر نمازوں میں واقعۃً ظاہر نہیں ہو رہی ہوتی۔

حضور انور نے فرمایا ہر انسان اپنی نمازوں پر غور کرے۔ جب وہ اپنی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے، تسبیح و تحمید کرتا ہے تو کس حد تک اس کی توجہ سورۃ فاتحہ کے مضمون کی طرف رہتی اور تسبیح و تحمید کرتے وقت کس حد تک وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں اُن اعلیٰ صفات کو دیکھ رہا ہوتا ہے جو اُس کی زبان بیان کر رہی ہوتی ہے۔ اس نظر سے اگر آپ غور کریں تو ہر شخص جو اپنے اندر سچائی کا بیج رکھتا ہے اُس کا جواب نفی میں ہو گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا نے ہماری نماز کی جانچ کے لیئے ہمارے لیئے ایک پیمانہ رکھ دیا ہے۔ نماز وہ آئینہ ہے جس میں روزمرہ کی زندگی کی توحید یا روزمرہ کی زندگی کا شرک دکھائی دیتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ لاکھ توحید کا دعویٰ کرو، لاکھ کہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں لیکن جب تم نمازوں میں میرے سامنے حاضر ہوگے اُس وقت تمہاری توحید جانچی اور پہچانی جائے گی۔ پس دیکھیں خدا تعالیٰ نے کس حکمت کے ساتھ اور کس شان کے ساتھ واضح فرما دیا ہے کہ اگر تم واقعی توحید کے قائل ہو، اگر تمہاری ساری زندگی توحید کی پرستش میں گزرتی ہے تو جس وقت تم خالصۃً میرے سامنے حاضر ہوتے ہو اُس وقت تو تمہاری توحید کو خاص چمک دکھانی چاہیئے، اُس وقت تو سج بن کر تمہاری توحید ظاہر ہونی چاہیئے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی توحید کو سجا کر خدا کے حضور لے کر جاؤ تا کہ نمازوں میں ظاہر ہو کہ کس حد تک تم موحد ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب نمازوں کا وجود اپنی ظاہری شکل میں قائم ہو جائے تو اُن کے اندر رنگ بھرنے کی باتیں سوچی جا سکتی ہیں۔ مگر جن کے ہاں ظاہری وجود ہی قائم نہ ہوا ہو اُن میں وہ رنگ کیا بھریں گے۔ اس لیئے بہت سے مراحل ہیں جو جماعت احمدیہ کو درپیش ہیں اور وہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ نمازیں بہت سی منازل سے گزرنے کے بعد پھر اُس مقام تک پہنچتی ہیں جہاں پھل پکا کرتے ہیں اور اُن کی لذت پھر رُوح کے لیئے غذا کا موجب بنتی ہے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں نماز کی حقیقت اور نماز کی لذات سے فیضیاب ہونے کے متعلق راہنما اصول بیان فرمائے گئے ہیں۔

حضور انور نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے متفرق اقتباسات احباب کے سامنے رکھے۔ حضور نے فرمایا کہ نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو۔ اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ نماز کیا چیز ہے۔ نماز اصل میں رب العزت سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ حضور انور نے حضرت اقدس کے حوالہ کی روشنی میں بتایا کہ جب انسان کی دعا محض دنیاوی امور کے لیئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدّنظر رکھتا ہے اور ادب، انکسار، تواضع اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو کر اسکی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دُعا وہ اکسیر ہے جو مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ حضرت اقدس کے الہام "اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں" کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ پر نازل ہونے والے اس الہام الٰہی میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر آپ دُنیا کو بیدار کرنے کے لیئے اور احمدیت کی سچائی کے لیئے اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا عظیم الشان نشان چاہتے ہیں کہ دنیا قیامت کا نمونہ دیکھے اور حضرت بانیٔ سلسلہ کی سچائی روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جائے اور تکذیب کے سارے اندھیرے چھٹ جائیں تو خدا سے ایسا نشان مانگیں جو سورج کی طرح چڑھے اور ان تاریکیوں کا تار پود بکھیر کر رکھ دے۔ اس نشان کے لیئے طریق خدا تعالیٰ نے الہاماً بتا دیا ہے کہ اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ویسے بھی صدی کے اختتام پر سب سے زیادہ قابل توجہ امر نماز ہی تھی اور اس کی طرف مَیں نے متوجہ کرنا تھا۔ یہ عجیب خدا تعالیٰ کا تصرّف ہُوا ہے کہ چونکہ ساتھ ہی چیلنج بھی دے دیا گیا ہے اور ان دونوں کے تعلق سے خود خدا نے مجھے رؤیا کے ذریعہ سمجھا دیا کہ مباہلہ کو عظیم الشان طریق پر کامیاب کرنا چاہتے ہو تو نمازوں کی طرف جماعت کو متوجہ کرو اور پھر اس الہام کی طرف بھی توجہ پھیر دی کہ اس کا بھی اسی کے ساتھ تعلق ہے۔ اس لیئے مَیں خصوصیت کے ساتھ جماعت کو ایک دفعہ پھر تاکید کرتا ہوں کہ اس سال کو بشدّت عبادتِ الٰہی کا سال بنا دیں جو ذکرِ الٰہی سے معمور ہو اور جس میں ہم خدا کی یاد کی لذّتیں پائیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو ٭

عمل کے بغیر مذہب کچھ نہیں

"نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی انہوں نے نماز کی معافی چاہی آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۵۴)

پنجاب یونیورسٹی میں بی ایس سی کے امتحان ۱۹۸۷ء میں دوم آنے والے

مرزا محمد اورنگزیب سے مُلاقات!

(پرویز احمد خان۔ نیو ہاسٹل گورنمنٹ کالج لاہور)

جناب اورنگزیب سائنس کالج وحدت روڈ لاہور سے بی ایس سی سال ۱۹۸۷ء کے امتحان میں ۶۵۰/۸۰۰ نمبر حاصل کر کے پنجاب یونیورسٹی میں دوم آئے۔ ڈبل میتھ میں ۳۹۰/۴۰۰ اور فزکس میں ۱۹۶/۲۰۰ نمبروں سے انفرادی مضامین میں یونیورسٹی میں ٹاپ کیا۔

مرزا محمد اورنگزیب نواں کوٹ قیادت سمن آباد کے ایک مخلص اور تعلیم سے خاص لگاؤ رکھنے والے احمدی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اورنگزیب کے والد مرزا نصیر احمد قریباً دس سال ہوئے وفات پا چکے ہیں۔

ایک طالب علم ہونے کے ناطے میں اورنگزیب سے ملنے کا مشتاق تھا سو چا کیوں نہ رسالہ خالد کے توسط سے بات کی جائے تاکہ آپ کے خیالات ہمارے دوسرے احمدی نوجوان بھائیوں تک پہنچیں۔

پرویز:۔ سب سے پہلے آپ کو بہت بہت مبارک ہو اورنگزیب۔ آپ بتانا چاہیں گے کہ آپ کی کامیابی کا راز کیا ہے؟

اورنگزیب:۔ شکریہ پرویز بھائی۔ میں اپنے آپ کو ایک عام سا طالب علم سمجھتا ہوں میں نے خلوص نیت سے اور تسلسل سے محنت کی۔ میری والدہ کی دعائیں شامل حال رہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے کامیابی دی۔

پرویز:۔ یہ بتائیں کہ آپ کا ٹائم ٹیبل کس طرح سے ہوتا ہے؟

اورنگزیب:۔ بس روز کا کام روز توجہ اور انہماک سے کرتا ہوں۔ پنج وقتہ نماز اس کا حصہ ہوتا ہے۔ اور ہر احمدی طالب علم کو نماز پڑھنی بھی چاہیئے۔

ضرورت پڑنے پر رات دیر تک بھی پڑھ لیتا ہوں لیکن میں نے کبھی چائے یا کافی یا کسی گولی کا سہارا نہیں لیا۔ اپنی قوت ارادی سے جتنا چاہوں جاگ لیتا ہوں۔ ٹیوشن وغیرہ پڑھاتا ہوں اس لیئے کھیل کا وقت ادھر نکل جاتا ہے البتہ ان ڈور گیمز کھیل لیتا ہوں۔ میں کالج میں کلاسیں پڑھنے کے بعد اپنی ہی کلاس کو ریاضی کی ٹیوشن پڑھایا کرتا تھا۔

پرویز:۔ آجکل آپ کیا کر رہے ہیں؟

اورنگزیب:۔ جی میں اس وقت انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور شعبہ الیکٹریکل میں ہوں اور اس کے ساتھ ایم ایس سی ریاضی پرائیویٹ کرنے

کے لیئے تیاری بھی کر رہا ہوں۔

میری دلچسپی فزکس میں بھی ہے اور مَیں وقت ملتے ہی فزکس میں ایم ایس سی بھی کرونگا۔

پرویز :- کیا آپ کوئی ریسرچ وغیرہ کا بھی ارادہ رکھتے ہیں ؟

اورنگزیب :- جی ہاں! فزکس اور ریاضی میرے پسندیدہ مضامین ہیں، کچھ گھریلو حالات کی وجہ سے مَیں نے انجنیئرنگ میں داخلہ لیا ہے انشاء اللہ وقت ملتے ہی اور حالات سازگار ہوتے ہی مَیں فزکس میں ایم ایس سی کروں گا اور پھر ریسرچ کا سلسلہ بھی چلے گا۔ بہرحال ابھی تو مَیں طفلِ مکتب ہوں۔

پرویز :- کالج کے ماحول اور یونین کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

اورنگزیب :- کالجز یا یونیورسٹیز میں جو کچھ آجکل ہو رہا ہے وہ ایک سنجیدہ طالب علم کے لیئے سخت نقصان دہ ہے۔ میرے خیال میں کالج میں یونین ہونی ہی نہیں چاہیئے۔ کیونکہ کالج بذاتِ خود ایک بہت بڑی تنظیم ہوتا ہے۔ اگر ہوں بھی تو بہت محدود قابل اساتذہ کی نگرانی میں تاکہ طلباء کی سوشل سرگرمیوں کے لیئے ایک پلیٹ فارم مہیا ہو سکے۔

پرویز :- آپ موجودہ تعلیمی نظام کے بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے ؟

اورنگزیب :- ہمارا تعلیمی نظام جدید دَور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں۔ اساتذہ بھی پوری طرح سے طلباء کو مطمئن نہیں کرتے۔ دراصل آپ دیکھیں شاید ہی کوئی ٹیچر ایسا ہوتا ہو جو شوق کی خاطر لیکچرار بنے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر ہر کوئی ایسی نوکری کی تلاش میں ہوتا ہے جہاں سہولتیں زیادہ ہوں۔ میرے خیال میں اساتذہ کا معیار اور مراعات سب محکموں سے زیادہ بہتر ہونی چاہئیں کہ وہ ایک نسل کو پروان چڑھا رہے ہوتے ہیں۔

پرویز :- بہت بہت شکریہ۔

دَورانِ گفتگو اورنگ زیب بار بار کہتے رہے کہ آپ یہ باتیں کسی رسالہ میں نہ دیں۔ تو اچھا ہے مَیں نے کوئی کارنامہ نہیں کیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں انہوں نے نہ صرف پوزیشن لی ہے بلکہ ہر پہلو پر اُن کی رائے بھی بہت اچھی ہے اور مستقبل کا لائحہ عمل بھی قابلِ تعریف ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ تم میں سے وہ شخص گھاٹے میں رہا جس کے دو دن برابر رہے۔ یعنی ایک روز جتنا آپ کام کرتے ہیں اگلے روز اس میں مثبت اضافہ ہو تو تب ہی ترقی ہوتی ہے۔

کیا ہم اپنے فرائض تسلسل اور تندہی سے انجام دیتے ہیں ؟ یہ دَور ہم سے کیا تقاضے کر رہا ہے ؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا تھا کہ ہمیں اِس صدی کے آخر پر سَو ڈاکٹر عبدالسلام چاہئیں۔ خدا کرے کہ وہ وقت آئے جب ہم حضرت بانی سلسلہ کے اس الہام کو بار بار پورا ہوتے ہوئے دیکھیں کہ "میرے فرقہ کے لوگ علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔" انشاء اللہ ؛

"تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں!"

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی مقدس زندگی کا

ایک خوبصورت باب

(از محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب مہتمم مجالس بیرون مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ جن کو اللہ تعالیٰ نے زمانہ کی اصلاح کے لیے مبعوث فرمایا ہمیشہ اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کرتے رہے کہ عاجزی و انکساری کی ہی ہمیشہ جیت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اگر تم انکساری اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ ایسے ایسے انعامات سے نوازتا ہے کہ انسانی ذہن کے تصوّر کی پہنچ بھی وہاں تک نہیں ہو سکتی۔ اس کی ایک مثال حضرت بانیٔ سلسلہ کے اپنے الفاظ میں پیش ہے۔ فرماتے ہیں کہ:-

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو ایک زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ آئے اور بٹالویوں کو ان کے خیالات گراں گزرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لیئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اُس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو معہ ان کے والد صاحب کے مسجد میں پایا۔

پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت کی تقریر کو سُن کر معلوم کر لیا کہ اُن کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابلِ اعتراض ہو۔ اس لیئے خاص اللہ کے لیئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اس ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ:-

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا۔ اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے چونکہ خالصتاً خدا اور اس کے رسولؐ کے لیئے انکسار اور تذلّل اختیار کیا گیا اسلئے اُس محسنِ مطلق نے نہ چاہا کہ اس کو بغیر اجر کے چھوڑے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۲۰، ۵۲۱ حاشیہ در حاشیہ ۳)

مخالفین نے مولوی محمد حسین بٹالوی سے یہ مناظرہ نہ کرنے پر بہت شور مچایا اور آپ کے بارہ میں بہت تضحیک آمیز فقرات کہے لیکن آپ نے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی اور محض خدا کی خاطر اس مقابلہ سے اُٹھ کر آ گئے اور کسی قسم کی جھوٹی انا اور غیرت کا اظہار نہ کیا۔ فرماتے ہیں کہ :-

"انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سلب خودی کا ہوتا ہے۔ ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔"

چند پاکیزہ ارشادات

آپ نے اپنی جماعت کو بھی نصائح کرتے ہوئے تکبر، نخوت اور خود پسندی وغیرہ سے بچنے کے لئے بار بار نصائح فرمائی ہیں۔ چند پاکیزہ ارشادات پیش خدمت ہیں۔ آپ فرماتے ہیں :-

"یہ امور ہیں جو تزکیۂ نفس سے متعلق ہیں۔ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لئے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علیؓ نے اس کو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اس نے جھٹ حضرت علیؓ کے مُنہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اس کی چھاتی پر سے اُتر آئے اور اُسے چھوڑ دیا اس لئے کہ اب تک تو مَیں محض خدا تعالیٰ کے لئے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تُو نے میرے مُنہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ پس مَیں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لئے تمہیں قتل کروں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہیں سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دُکھ دیتے اور عداوت کے سلسلوں کو وسیع کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کیا بات ہوگی۔"

(ملخص ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۴)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ :-

"تواضع اور مسکنت عمدہ شے ہے جو شخص باوجود محتاج ہونے کے تکبر کرتا ہے وہ کبھی مراد کو نہیں پا سکتا۔ اس کو چاہیئے کہ عاجزی اختیار کرے۔"

حضرت بانیٔ سلسلہ کا ہر فعل خدا کی خاطر ہوتا تھا اور یہی آپ اپنی جماعت سے توقع کرتے تھے کہ جماعت کا ہر فرد اپنا ہر عمل خدا کی خاطر انجام دے اور اپنے نفس کی ملونی کو بالکل ختم کر دے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"اصل بات یہ ہے کہ سچا رعب اور حقیقی عظمت ان لوگوں کو عطا کی جاتی ہے جو اوّل خدا کے واسطے اپنے اوپر ایک موت وارد کر لیتے ہیں اور اپنی عظمت اور جلال کو خاکساری سے، انکساری سے، تواضع سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ تب چونکہ انہوں نے خدا کے لئے اپنا

سب کچھ خرچ کیا ہوتا ہے۔ خدا خود انکو اٹھاتا ہے اور قدرت نمائی سے ان کو نوازتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دہم ص۱۵۹)

پھر آپ فرماتے ہیں :-

"متکبر خدا تعالیٰ کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ پس اس قبیح خصلت سے ہمیشہ پناہ مانگو۔ خدا تعالیٰ کے تمام وعدے بھی خواہ تمہارے ساتھ ہوں مگر تم جب بھی فروتنی کرو۔ کیونکہ فروتنی کرنے والا ہی خدا کا محبوب ہوتا ہے۔ دیکھو...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں اگرچہ ایسی تھیں کہ تمام انبیائے سابقین میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مگر آپ کو خدا تعالیٰ نے جیسی جیسی کامیابیاں عطا کیں آپ اتنی ہی فروتنی اختیار کرتے گئے۔"

(ملفوظات جلد دہم ص۲۵۸)

حضرت بانی سلسلہ دشمنوں کی بدزبانیوں اور گندہ دہانیوں کے مقابلہ میں ہمیشہ صبر کا مظاہرہ کرتے رہے اور جماعت کو بھی ہمیشہ نرمی اور صبر کے مظاہرہ کی تلقین فرماتے رہے۔ حضور فرماتے ہیں :-

"میں بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہاں کہیں وہ ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ، مقابلہ اور مجادلہ نہ کریں۔ اگر کہیں کسی کو کوئی درشت اور ناملائم بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے۔ میں بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری تائید میں آسمان پر خاص تیاری ہو رہی ہے۔ ہماری طرف سے ہر پہلو کے لحاظ سے لوگوں پر حجت پوری ہو چکی ہے اس لیئے اب خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس کارروائی کے کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ جو وہ اپنی سنتِ قدیم کے موافق اتمامِ حجت کے بعد کیا کرتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ بدزبانیوں اور فضول بحثوں سے باز نہ آئیں گے تو ایسا نہ ہو کہ آسمانی کارروائی میں کوئی تاخیر اور روک پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ ہمیشہ اس کا عتاب اُن لوگوں پر ہوتا ہے جن پر اس کے فضل اور عطایات بیشمار ہوں اور جنہیں وہ اپنے نشانات دکھا چکا ہوتا ہے۔ وہ اُن لوگوں کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا کہ انہیں عتاب یا خطاب یا ملامت کرے جن کے خلاف اس کا آخری فیصلہ نافذ ہونا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ اور فرماتا ہے وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ اور فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ۔ یہ حجت آمیز عتاب اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد فیصلہ کفار کے حق میں چاہتے تھے مگر خدا تعالیٰ اپنے مصالح اور سنن کے لحاظ سے بڑے توقف اور حلم کے ساتھ کام کرتا ہے۔ لیکن آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کا نام نشان مٹا دیا۔ اسی طرح پر ممکن ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ طرح طرح کی گالیاں، افتراپردازیاں اور بدزبانیاں خدا تعالیٰ کے سچے سلسلہ کی نسبت سن کر اضطراب اور استعجال میں پڑیں مگر انہیں خدا تعالیٰ کی اس سنت کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتی گئی ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے۔ اس لیئے میں پھر اور بار بار بتاکید حکم

کرتا ہوں کہ جنگ و جدال کے مجمعوں، تحریکوں اور تقریبوں
سے کنارہ کشی کرو۔ اس لیئے کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو
یعنی دشمنوں پر حجت پوری کرنا وہ اب خدا تعالیٰ نے
اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔
تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے کہ دعاؤں اور
استغفار اور عبادتِ الٰہی اور تزکیہ و تصفیۂ
نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں
مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور
توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔
اگرچہ خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے
وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین
ہے کہ وہ پوری ہوں گی مگر تم خواہ نخواہ ان
پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض،
غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور
کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور
غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار
ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۲-۲۸۳)

پھر آپ فرماتے ہیں :-

"میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ
ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری
مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو
اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر
چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے
اس لیئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت
ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے
حملہ نہ کرو۔ اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی
بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ
طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو
سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے
جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے
لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے
ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو۔ ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے
جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی
جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لیئے نیکی اور راستبازی
کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو
جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔
جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری
اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے
ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ
ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔ اور یقیناً
وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ
کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب
مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت
سے شناخت کیئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے
وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۴۳-۴۴)

حضرت بانیٔ سلسلہ نے اپنی جماعت کو دشمنوں کے
مقابلہ پر نرمی اور حلم اختیار کرنے کی اس قدر تاکید فرمائی
ہے کہ ایک موقعہ نصیحت کرتے ہوئے یہاں تک فرماتے
ہیں کہ :-

"اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں
کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو
اس کا اختیار ہے کہ عدالت کے رو سے

چارہ جوئی کرے۔ مگر یہ مناسب نہیں کہ سختی کے مقابل سختی کر کے کسی مفسدہ کو پیدا کریں۔ یہ نصیحت ہے جو ہم نے اپنی جماعت کو کر دی اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرے"۔

دشمن کی عزت کی حفاظت

جو تعلیم حضرت بانی سلسلہ نے اپنی جماعت کو دی اس کا خود اتنا اعلیٰ اور مثالی نمونہ آپ نے پیش فرمایا کہ انسان اسے دیکھ کر ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ آپ نے ایسے ایسے دشمنوں کو معاف فرمایا اور ایسے ایسے مواقع پر صبر اور برداشت سے کام لیا کہ جب عام انسان تو درکنار بڑے بڑے حوصلہ مند بھی دل چھوڑ دیتے اور انتقام پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

اس بارہ میں چند واقعات پیش ہیں :-

"ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب ڈاکٹر مارٹن کلارک کے اقدام قتل والے مقدمہ میں آپ کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے۔ اس وقت حضرت بانی سلسلہ کے وکیل مولوی فضل دین صاحب نے جو ایک غیر احمدی بزرگ تھے مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے ان کے خاندان اور حسب نسب کے متعلق بعض طعن آمیز سوالات کرنے چاہے مگر حضرت بانی سلسلہ نے انہیں یہ کہہ کر سختی سے روک دیا کہ میں آپ کو ایسے سوالات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اور یہ الفاظ فرماتے ہوئے آپ نے جلدی سے مولوی فضل دین صاحب کے منہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا کہ کہیں اُن کی زبان سے کوئی نامناسب لفظ نہ نکل جائے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔ مولوی فضل دین صاحب اس واقعہ کا حیرت سے ذکر کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب بھی عجیب اخلاق کے انسان ہیں کہ ایک شخص ان کی عزت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے اور اس کے جواب میں جب اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے اس پر بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً روک دیتے ہیں کہ میں ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا"۔ (سیرت طیبہ۔ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ۵۴-۵۵)

میرا مقدمہ آسمان پر ہے

جس مقدمہ کا ابھی ذکر کیا گیا ہے اس میں بعض عیسائی مشنریوں نے حضرت بانی سلسلہ کے خلاف اقدام قتل کا سراسر جھوٹا الزام عائد کیا تھا۔ اور ان پادریوں میں ڈاکٹر مارٹن کلارک پیش پیش تھے۔ مگر خدا نے عدالت پر آپ کی صداقت کھول دی اور آپ اس مقدمہ میں باعزت بری ہو گئے۔ جب عدالت نے اپنا فیصلہ سنایا تو کیپٹن ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے آپ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر (اس جھوٹی کارروائی کی وجہ سے) مقدمہ چلائیں۔ اور آپ کو اس کا قانونی حق بھی ہے۔ لیکن آپ نے بلا توقف فرمایا کہ میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر ہے"۔ (سیرت طیبہ ۵۳)

ظالم سے معذرت

"ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ کے چچازاد بھائیوں

مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب جو اپنی بے دینی اور دنیاداری کی وجہ سے حضرت بانی سلسلہ کے سخت ترین مخالف تھے انہ محض حضور کی ایذا رسانی کے لیے حضور کے گھر کے قریب والی (بیت) مبارک کے رستہ میں دیوار کھینچ دی اور (بیت) میں آنے جانے والے نمازیوں اور حضرت بانی سلسلہ کے ملاقاتیوں کا رستہ بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے حضور کو اور قادیان کی قلیل سی جماعت احمدیہ کو سخت مصیبت کا سامنا ہوا اور وہ گویا قید کے بغیر ہی قید ہو کر رہ گئے۔

لاچار اس مصیبت کو دور کرنے کے لیے وکلاء کے مشورہ سے قانونی چارہ جوئی کرنی پڑی اور ایک لمبے عرصہ تک یہ تکلیف دہ مقدمہ چلتا رہا۔ بالآخر خدائی بشارت کے تحت آپ کو اس مقدمہ میں فتح ہوئی اور یہ دیوار گرائی گئی۔ اس پر حضرت بانی سلسلہ کے وکیل نے حضور کی اطلاع کے بغیر مرزا صاحبان کے خلاف خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے قرقی کا حکم جاری کرا لیا۔ اس پر مرزا صاحبان نے جن کے پاس اس وقت قرقی کی بے باقی کے لیے پورا روپیہ نہ تھا۔ آپ کو بڑی لجاجت کا خط لکھا اور یہاں تک کہلا بھیجا کہ بھائی ہو کر قرقی کے ذریعہ ہمیں کیوں ذلیل کرتے ہو۔ جب حضرت بانی سلسلہ کو ان حالات کا علم ہوا تو آپ اپنے وکیل پر سخت ناراض ہوئے کہ میری اجازت کے بغیر خرچہ کی ڈگری کیوں کرائی گئی اسے فوری واپس لو۔

اور دوسری طرف مرزا صاحبان کو جواب بھجوایا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں کوئی قرقی نہ ہوگی۔ یہ کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی۔"

(سیرت طیبہ ص ۵۹-۶۰)

ذرا سوچیں اور غور کریں کہ دشمن اور وہ بھی جس نے پریشان کرنے کے لیے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا جب اکام ہوتا ہے اور حضور کے علم میں لائے بغیر اس پر خرچہ کا بوجھ ڈالا جاتا ہے تو گلہ کرتا ہے اور آپ مظلوم ہوتے ہوئے بھی دشمنوں سے معذرت کرتے ہیں۔ آج کی دنیا میں ایسی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔

یہ کوٹ ہم پہنیں گے

حضرت بانی سلسلہ کی طبیعت میں انکسار اس درجہ کا تھا کہ آپ کی طبیعت میں رچ بس گیا تھا اور روزمرہ کے معمولات میں بھی اس کا اظہار ہوتا رہتا تھا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی یہ روایت بڑی پیاری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نانا جان حضرت سید ناصر نواب صاحب مرحوم کا ایک قریبی عزیز حضرت بانی سلسلہ کے زمانہ میں قادیان میں آ کر کچھ عرصہ رہا تھا۔ ایک دن سردی کی وجہ سے ہمارے نانا جان مرحوم نے اپنا ایک مستعمل کوٹ ایک خادمہ کے ہاتھ اسے بھجوایا۔ تاکہ یہ عزیز سردی سے محفوظ رہے۔ مگر کوٹ کے مستعمل ہونے کی وجہ سے اس عزیز نے یہ کوٹ حقارت کے ساتھ واپس کر دیا کہ میں استعمال شدہ کپڑا نہیں پہنتا۔ اتفاق سے جب یہ خادمہ اس کوٹ کو لے کر میر صاحب کی طرف واپس جا رہی تھی تو حضرت بانی سلسلہ نے اسے دیکھ لیا اور پوچھا کہ کیسا کوٹ ہے اور کہاں لے جاتی ہو؟ اس نے کہا میر صاحب نے یہ کوٹ اپنے فلاں عزیز کو بھیجا تھا مگر اس نے مستعمل ہونے کی وجہ سے بہت برا مانا ہے اور واپس کر دیا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا:۔

"واپس نہ لے جاؤ اس سے میر صاحب کی دل شکنی ہوگی۔ تم یہ کوٹ ہمیں دے جاؤ ہم پہنیں گے۔ اور میر صاحب سے کہہ دینا

کہ میں نے رکھ لیا ہے۔"

یہ ایک انتہائی شفقت اور دلداری کے علاوہ غیر معمولی انکساری اور عاجزی کا مقام تھا کہ آپ نے یہ مستعمل کوٹ اپنے لیے رکھ لیا تا کہ حضرت نانا جان کی دل شکنی نہ ہو۔ ورنہ حضرت بانیٔ سلسلہ کو کوٹوں کی کمی نہیں تھی اور حضور کے خدام حضور کی خدمت میں بہتر سے بہتر کوٹ پیش کرتے رہتے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ انتہائی سادگی اور بے نفسی کا بھی اظہار تھا کہ دین کا بادشاہ ہو کر اُترے ہوئے کوٹ کے استعمال میں تامل نہیں کیا۔" (سیرت طیبہ صفحہ ۶۴-۶۵)

ان تمام واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ نے حقیقت میں اس سے بہت بڑھ کر عاجزی اور انکساری کی مثالیں قائم کی ہیں جس کی وہ اپنی جماعت سے توقع کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خالق ارض و سماء نے بھی اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے ان الفاظ میں سند قبولیت بخشی کہ:-

"تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں"

آخر میں میں حضرت بانیٔ سلسلہ کے ہی ان دعائیہ کلمات کے ساتھ اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ میری تعلیم تمہارے لیے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرے کہ زمین کے ستارے تم بن جاؤ۔ اور زمین اس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے۔" آمین ثم آمین"

FOLLOWUP

ٹالسٹائے کے بارے میں کچھ اور

ماہنامہ "خالد" کے مئی کے شمارے میں ایک مضمون بعنوان "ایک عظیم روسی مفکر ٹالسٹائے جو احمدیہ لٹریچر سے متاثر تھا" شائع ہوا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور ٹالسٹائے کے درمیان جس خط و کتابت کا ذکر ہے یہ خط و کتابت روزنامہ "زمیندار" میں بھی شائع ہوئی۔

مولانا ظفر علی خان کے والد محترم منشی سراج الدین صاحب بانی "زمیندار" نے یہ خط و کتابت بعنوان "ایک دلچسپ خط و کتابت" کونٹ ٹالسٹائے کی چٹھی جو اُس نے روس سے حضرت مفتی صاحب کے نام ارسال کی تھی درج کرنے کے بعد مزید تحریر کیا:-

"قرآن شریف کی تعلیم تو ساری معقول ہے امید ہے کہ مرزا صاحب (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ) اس کی معقولیت کونٹ کے ذہن نشین کرنے میں کامیاب ہونگے۔ اکثر مسلمان مرزا صاحب کے مکفر یا سخت مخالف ہیں۔ مگر یہ عجیب کفر ہے کہ اشاعت اسلام بھی کر رہا ہے۔" (زمیندار ۱۶ ؍اگست ۱۹۰۶ء)

اس کے کئی سال بعد ٹالسٹائے کے احمدیت سے متاثر ہونے کے ذکر کی بازگشت یوں سنائی دی جناب ایڈیٹر اخبار سینٹینل راچی لکھتے ہیں:-

"قادیان کے نور و برکت کی حد بندی کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمام دنیا اس کو براہ راست یا بالواسطہ جانتی ہے۔ کچھ عرصہ پیشتر یہ مقام زاویۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا لیکن اکسٹھ سال پہلے ایک روحانی کیفیت اس تہذیب کے لحاظ سے پسماندہ جگہ میں ظاہر ہوئی اس کا ظہور مرزا غلام احمد کے وجود میں ہوا۔ کاؤنٹ ٹالسٹائے (روسی مفکر) بھی اُن لوگوں میں سے تھے جو آپ کے افکار عالیہ سے سیراب ہوئے۔ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ جو شخص قادیان سے کلام کر رہا ہے وہ کوئی معمولی فانی انسان نہیں۔ فی الحقیقت دنیا کے تمام مفکرین نے جن کو آپ کی کتب و تعلیم کے مطالعہ کا موقعہ ملا آپ میں معجزہ اور حقیقی راحت و اطمینان پایا۔ آپ نے دنیا پر ظاہر کیا کہ وہ خلیج جو خالق اور مخلوق کے درمیان وسیع ہو گئی ہے اس کو پاٹنا آپ کی زندگی اور بعثت کا مقصد ہے۔

(اخبار THE SENTINEL راچی

۱۴ ؍جولائی ۱۹۵۱ء)

(مرسلہ: مرزا خلیل احمد قمر۔ وقف جدید ــــ ربوہ)

ریلوے ٹرین ہوائی جہاز کی رفتار سے چلے گی۔

جنریٹر ڈیزل کی بجائے بیٹری سیل سے خاموشی سے چلیں گے۔

لوڈ شیڈنگ ——— کی تکلیف سے نجات ملے گی۔

سائنس کی انقلابی ایجاد ـــ سپر کنڈکٹر

جدید سائنس ایک نئے حیران کن دَور میں داخل ہونے والی ہے

(مکرم محمد احمد صاحب ایم ایس سی (فزکس) ۱۰/۱۸ دار النصر غربی۔ ربوہ)

اگر ہم آپ کو یہ بتائیں کہ ایک ایسی ریلوے ٹرین مستقبل قریب میں بننے والی ہے جو ہوائی جہاز کی رفتار سے یعنی ۶۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلے گی اور جس میں نو ہزار مسافر سوار ہوں گے۔ جبکہ موجودہ تیز ترین ریلوے ٹرین دو ڈھائی سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے محض دو ڈھائی سو مسافروں کو لے کر چلتی ہے۔ تو سائنس کی معجزانہ ترقیات کے باوجود شاید آپ کا اس پر یقین کرنے کو جی نہ چاہے ———

اچھا چلیئے اگر ہم آپ کو یہ بتائیں کہ عنقریب ایسے جنریٹر بازار میں آنے والے ہیں جو لوڈ شیڈنگ کے وقت محض ایک سیل سے چلیں گے اور جن کا شور بھی نہ ہونے کے برابر ہو گا تو کیا آپ مان جائیں گے؟ نہیں مانیں گے!؟

اگر آپ یہ باتیں نہ بھی مانیں تو آپ کو ہم ایک سائنسی حقیقت یہ بتا دیتے ہیں (لیکن آپ اس پر تو یقین کر لیں!) کہ ایک بجلی گھر سے پیدا ہونے والی بجلی کو اگر چند ہزار میل دُور تک لیجانا ہو تو برقی تاروں کی مزاحمت سے اتنی بجلی ضائع ہو جاتی ہے کہ چند ہزار میل کے فاصلے پر نیا بجلی گھر لگانا سستا پڑ جاتا ہے ———!

موجودہ دنیا میں بجلی جس بھاری مقدار میں پیدا کی جا رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی نقل و حمل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بجلی کی بڑی بھاری مقدار ضائع ہو جاتی ہے۔ اور جدید ترقی یافتہ ممالک دن رات ایک ایسی چیز کی ایجاد میں مصروف ہیں جس سے بجلی کا ضیاع نہ ہونے کے برابر رہ جائے۔ اور جب یہ چیز ایجاد ہو جائے گی تو مذکورہ بالا حیران کن اور عجیب و غریب باتیں سچ ثابت ہو جائیں گی اور بجلی کے استعمال کی دنیا میں ایک ناقابلِ یقین انقلاب آجائے گا۔

اس چیز کا نام ہائی ٹمپریچر سُپر کنڈکٹر ہے۔ اس کو ہم آسانی کے لئے صرف سُپر کنڈکٹر کہیں گے۔ اس کو سمجھنے کیلئے پہلے یہ جان جائیں کہ جب کسی جگہ بجلی پیدا کی جاتی ہے تو اس کی دُور دراز شہروں میں ترسیل کے لئے تانبے یا المونیم وغیرہ

کی تاریں استعمال کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بجلی کا ذخیرہ کرنے کے لیے بھی ایسی ہی چیزیں استعمال ہوتی ہیں۔ لیکن یہ ساری چیزیں ایک ناقص کنڈکٹر (موصل) ہیں۔ کنڈکٹر یا موصل ایسی چیز ہے جس میں سے بجلی گزر سکتی ہے یعنی لوہے یا تانبے کی تار یا کوئی دھات وغیرہ۔ لیکن فی زمانہ دنیا کے پاس جتنے بھی کنڈکٹر ہیں ان میں سے گزرتے ہوئے بجلی کی بڑی مقدار ضائع ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ آپ کو پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا ہے اور آپ کے پاس جو پائپ ہے اس میں سوراخ ہیں چنانچہ فاصلہ کے لمبا ہونے کی صورت میں یہ پائپ ساتھ ساتھ پانی کو ضائع کرتے جاتے ہیں اور منزلِ مقصود تک پہنچتے پہنچتے پانی کی بھاری مقدار راستے میں ہی ضائع ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر ہم ایسا پائپ استعمال کریں جس میں کوئی سوراخ نہ ہو تو جتنا پانی ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائیں گے وہ سارے کا سارا محفوظ طور پر دوسری جگہ پہنچ جائے گا۔ سپر کنڈکٹر بھی ایسی چیز ہے جس میں سے بجلی گزرے گی لیکن اس کنڈکٹر (موصل) کے اعلیٰ معیار کی وجہ سے بجلی ضائع نہ ہوگی اور یوں بجلی کی بھاری مقدار ضائع ہونے کی بجائے استعمال میں آجائے گی اور اس طرح سے بجلی یعنی توانائی کی تیزی سے بڑھتی ہوئی ضروریات پوری ہو سکیں گی اور بجلی کے موجودہ ذرائع ہی کافی و شافی ثابت ہو جائیں گے ــــ یعنی ہمارے ملک کے حوالے سے یہ بات یوں سمجھیے کہ اگر ہم کو آج سپر کنڈکٹر مل جائے تو ہم شدید گرمیوں میں لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے نجات پا جائیں گے۔

دنیا کی آبادی میں ہوشربا اضافے کی رفتار

سپر کنڈکٹر کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے سے پہلے ذرا یہ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بجلی کے استعمال کی کس قدر ضرورت ہے۔ آج کل دنیا کی آبادی میں جس قدر تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اسی قدر انسانی زندگی کو در پیش مسائل میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ان میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ قوت و توانائی حاصل کرنے کے ذرائع یعنی کوئلہ، تیل و گیس وغیرہ کے ذخائر میں زبردست کمی واقع ہو رہی ہے۔ اس کمی کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ دنیا کی آبادی میں جس تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے وہ پوری انسانی تاریخ میں بے مثال ہے بلکہ حیران کن ہے۔ آئیے آپ کو دنیا کی آبادی میں سن وار اضافہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار دلچسپ بھی ہیں اور حیران کن بلکہ پریشان کن بھی ہیں اور لطف یہ ہے کہ دنیا بھر میں خاندانی منصوبہ بندی کی سکیمیں اس اضافے کی رفتار کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں۔

سن	آبادی
دس ہزار سال قبل مسیح میں	صرف ایک کروڑ
صفر عیسوی میں	۳۰ کروڑ
۱۷۰۰ء "	۶۰ کروڑ
۱۸۰۰ء "	۱-۱ ارب
۱۹۰۰ء "	۱۰۱ ارب ۶۰ کروڑ
۱۹۸۵ء "	۱۰۴ ارب ۶۰ کروڑ
جولائی ۱۹۸۷ء میں	۱۰۵ ارب
۲۰۰۰ء تک ممکنہ آبادی	۱۰۶ ارب

یعنی جہاں ماضی میں آبادی میں اضافے کی شرح یہ تھی کہ ۱۷۰۰ سال کے اندر آبادی دگنی ہوئی وہاں صرف ایک سو سال (۱۹۰۰ء سے ۲۰۰۰ء) میں آبادی قریباً چار گنا ہو جائے گی۔

آبادی میں اس ہوشربا اضافے کے ساتھ دنیا بھر میں جدید سائنسی ایجادات سے اضافے کی رفتار میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ جاپان میں تیار ہونے والی بجلی کی مصنوعات دھڑا دھڑ ساری دنیا میں پہنچ رہی ہیں اور قریباً ہر ملک میں اربوں روپیہ اس پر صرف ہو رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں بجلی کے استعمال میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

دنیا بھر میں بجلی کی کھپت میں جو اضافہ ہوا ہے ذرا اس پر بھی ایک نظر ڈالنی ضروری ہے۔

امریکہ اور پاکستان کا موازنہ

آج سے صرف دو صدیاں پہلے جب موجودہ دور کی کوئی جدید سہولت میسر نہ تھی مثلاً ہوائی جہاز، ریل، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ریفریجریٹر وغیرہ نہیں تھے اس وقت دنیا بھر کے انسان کو صرف ۲ کلوواٹ آور یومیہ توانائی کی ضرورت تھی۔ کلوواٹ آور بجلی کی مقدار ماپنے کا پیمانہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دو سو واٹ کا ایک بلب دس گھنٹے جلتا رہے تو جس قدر بجلی وہ استعمال کرے گا اسے دو کلوواٹ آور کہیں گے۔

آج کے دور میں بھی پسماندہ افریقی ممالک میں عام انسان دو کلوواٹ آور یومیہ بجلی ہی استعمال کر رہا ہے جبکہ جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک (بھارت، پاکستان وغیرہ) نو کلوواٹ آور فی کس یومیہ بجلی استعمال کرتے ہیں جبکہ یورپین ممالک برطانیہ، سویڈن، مغربی جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے باشندے ایک سو تیس کلوواٹ آور فی کس یومیہ بجلی صرف کرتے ہیں۔ جبکہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا ایک عام آدمی دو سو پچاس کلوواٹ آور کی توانائی روزانہ خرچ کرتا ہے۔ یوں ایک امریکی باشندہ تقریباً ۲۸ پاکستانیوں کے برابر بجلی خرچ کرتا ہے۔

اس طرح سے آج کا انسان اپنے معیارِ زندگی کو بلند کرنے کی کوشش میں انرجی کا زیادہ سے زیادہ استعمال کر کے موجودہ ذخائر کو تیزی سے اختتام کی طرف دھکیل رہا ہے۔

اس صورتِ حال میں سائنس دانوں کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ توانائی کے مزید ذخائر اور مزید ذرائع دریافت کیے جائیں۔ چنانچہ ایٹمی اور شمسی توانائی کو بروئے کار لایا جا رہا ہے کیونکہ کوئلے کے موجودہ ذخائر آج سے صرف سو سال بعد ختم ہو جائیں گے اور تیل اور گیس کے موجودہ ذخائر مزید صرف تیس سال تک چل سکتے ہیں۔

ان تمام مسائل نے بجلی کے استعمال کے بارے میں تحقیق کی طرف توجہ دینے والے سائنسدانوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ بجلی کا ضیاع روکا جائے اور ایسا کنڈکٹر تیار کیا جائے جس سے بجلی ضائع نہ ہو۔ چنانچہ سُپر کنڈکٹر پر کام شروع ہوا۔

سُپر کنڈکٹر کیا ہے؟

سُپر کنڈکٹر بجلی کا ایک اعلیٰ درجہ کا موصل ہے جس میں سے بجلی گزرتی ہے تو ضائع نہیں ہوتی۔ اس کو یوں سمجھیے کہ جب کسی دھات تانبا جست وغیرہ کا درجۂ حرارت کم کیا جائے یعنی اُسے ٹھنڈا کیا جائے تو اس کا مطلب سائنسی اصطلاح میں یہ ہے کہ ہم دھات میں موجود ایٹموں کو گھومنے پھرنے کے لیے درکار انرجی سے محروم کر رہے ہیں۔ کیونکہ حرارت اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ یہ ایٹم تیزی سے حرکت کرتے ہیں۔ اگر ہم متعلقہ دھات کو انتہائی حد تک ٹھنڈا کر دیں تو اس کا

مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے ان ایٹموں کی انرجی کو بالکل ختم کر دیا یعنی یہ کہ اب ان ایٹموں میں کوئی حرکت نہ ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ اس دھات کا درجۂ حرارت صفر کیلون ہوگا۔ کیلون (KELVIN) درجۂ حرارت معلوم کرنے کا ایک پیمانہ ہے جیسے فارن ہائیٹ یا سنٹی گریڈ ہے۔ صفر کیلون کا مطلب ہے منفی چار سو ساٹھ ڈگری فارن ہائیٹ یا منفی ۲۷۳ ڈگری سنٹی گریڈ۔ اس درجۂ حرارت پر اگر اس دھات میں سے بجلی گزاری جائے تو یہ دھات ایک سپر کنڈکٹر بن جائے گی۔ یعنی بجلی کے گزرنے میں کوئی مزاحمت نہیں کرے گی اور اس دھات کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دندناتی ہوئی گزر جائیگی۔ یہ ہے ایک سُپر کنڈکٹر۔

لیکن آپ نے دیکھا کہ منفی چار سو ساٹھ ڈگری درجۂ حرارت پر کام کرنے والے اس سپر کنڈکٹر پر دھیلے کی بڑھیا اور ٹکا سر منڈائی کی کہاوت بھی صحیح طور پر سج نہیں بیٹھتی کیونکہ پہلے تو ہم کروڑوں روپے خرچ کر کے ایسا زبردست کولنگ پلانٹ لگائیں کہ جو ہمارے سروں سے گزرنے والی بجلی کی تاروں کو منفی چار سو ساٹھ ڈگری درجہ حرارت تک ٹھنڈا کرے پھر ان کو اس درجۂ حرارت پر قائم رکھے تب یہ ہوگا کہ اس میں سے بجلی خرام ناز کرتی ہوئی بغیر ضائع ہوئے گزر سکے گی۔ اس لیے ایسا سُپر کنڈکٹر تو صرف لیبارٹری میں ہی تیار ہو سکتا ہے۔ قطب شمالی و جنوبی کی ہڈیاں جمانے والی سردی بھی اس کے لیے ناکافی ہے۔

لیکن سائنسدانوں نے ہمّت نہ ہاری۔ انہوں نے سُپر کنڈکٹر کے نظریے کو سامنے رکھا اور سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں مرکبات میں سے ایسے مرکّب کی تلاش شروع کی جو عام درجۂ حرارت یعنی ۷۵ ڈگری فارن ہائیٹ پر سُپر کنڈکٹر کا کردار ادا کرتا ہو۔ چنانچہ کئی سال سے دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں اور تجربہ گاہوں میں "بلند درجۂ حرارت سُپر موصل"، یعنی ہائی ٹمپریچر سپر کنڈکٹر کی تلاش شروع ہے۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ مختلف تجربات سے ایسا مرکب تیار کیا جا سکتا ہے جس سے منفی چار سو ساٹھ ڈگری تک ٹھنڈا کیے بغیر عام درجۂ حرارت پر ہی سُپر موصل کا کام لیا جا سکے۔

ایک وقت تھا کہ سائنسدان یہ خیال کرتے تھے کہ بلند درجۂ حرارت کے سُپر کنڈکٹر کی تیاری محض ایک خواب و خیال ہے۔ ان کے خیال میں درجۂ حرارت میں معمولی کمی تو شاید ممکن ہو لیکن اسے عام درجۂ حرارت تک کم کر کے لے آنا یعنی منفی چار سو ساٹھ سے بلند کر کے مثبت ۷۵ درجہ تک لے آنا ناممکن تھا۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء میں جو سُپر کنڈکٹر دریافت ہوا اس کو ہی ریکارڈ بلند درجۂ حرارت کا سپر کنڈکٹر سمجھا جاتا تھا۔ یہ سپر کنڈکٹر منفی ۴۱۸ ڈگری فارن ہائیٹ پر کام کرتا تھا۔ لیکن آج سے دو سال قبل ۱۹۸۶ء میں آئی بی ایم زیورچ ریسرچ لیبارٹری سوئٹزرلینڈ کے جناب ڈاکٹر جونز جارج بیڈنوز اور جناب پروفیسر ڈاکٹر الیگزینڈر مولر نے ۱۹۷۳ء کا بلند درجۂ حرارت کا ریکارڈ توڑ ڈالا اور منفی ۴۱۸ ڈگری فارن ہائیٹ سے منفی ۳۹۶ ڈگری تک کام کرنے والا سُپر کنڈکٹر ایجاد کر لیا۔ اس سُپر موصل کو امریکہ، جاپان اور عوامی جمہوریہ چین کے متعدد سائنسدانوں نے صحیح ثابت کیا۔ چنانچہ اس کارنامے پر ان دونوں سائنسدانوں کو ۱۹۸۷ء کا نوبل انعام دیا گیا۔ آپ جانتے ہیں کہ نوبل انعام علم کے میدان میں آج کی دنیا کا سب سے بڑا انعام ہے۔ ہمارے نامور سپوت اور پاکستان کا نام دنیا بھر

میں روشن کرنے والے ڈاکٹر عبد السلام کو بھی ۱۹۷۹ء میں فزکس کے مضمون میں یہ انعام ملا تھا۔

آئی بی ایم ریسرچ لیبارٹری کے نتائج منظر عام پر آنے کے بعد دنیا میں بڑی تیزی سے اس شعبہ میں کام ہوا۔ دراصل سائنسدانوں کو امید بندھ گئی کہ عام درجۂ حرارت پر کام آنے والا سُپر کنڈکٹر ایجاد کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ۱۹۸۶ء ہی میں ہوسٹن یونیورسٹی امریکہ کے پروفیسر ڈاکٹر پال چاؤ کی تحقیق کا اعلان امریکن نیشنل سائنس فاؤنڈیشن نے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے آئی بی ایم کے سائنسدانوں کے حاصل کردہ درجۂ حرارت یعنی منفی ۳۹۶ ڈگری سے بھی کم یعنی منفی ۳۶۴ ڈگری کا سُپر کنڈکٹر تیار کر لیا ہے۔ تاہم انہوں نے اس کا فارمولا ظاہر نہیں کیا۔

رازداری

اس ضمن میں دلچسپ بات یہ ہے کہ دنیا کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیاں ایک دوسرے سے اپنا فارمولا پوشیدہ رکھ رہی ہیں اور اس ضمن میں سخت رازداری برتی جاتی ہے اور خصوصی انتظامات کیے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں تیز رفتار ریسرچ کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ابھی ۱۹۸۶ء کا سن ختم نہیں ہوا تھا کہ چین کے سائنسدانوں کی طرف سے چینی اکیڈمی آف سائنس نے اعلان کیا کہ بیجنگ یونیورسٹی میں ایک تحقیقاتی ٹیم نے جس کی سربراہی جناب ژاؤ ژنگ شین کر رہے تھے مزید کامیابی حاصل کر لی ہے اور اب انہوں نے منفی ۳۰۵ ڈگری کا سُپر کنڈکٹر تیار کر لیا ہے۔ اس کے بعد تو اس میدان میں ترقی کی رفتار بہت تیز ہو گئی۔ پروفیسر پال چاؤ ہوسٹن یونیورسٹی آف امریکہ نے پھر میدان مارا اور فروری ۱۹۸۷ء میں منفی ۲۹۰ تک آ گئے اور چند ہی ماہ کے بعد انہوں نے ایک اور جست لگائی اور یہ دراصل حقیقی کامیابی کے قریب تر تھی یعنی انہوں نے مئی ۱۹۸۷ء میں اعلان کیا کہ وہ منفی ۲۴۵ ڈگری فارن ہائیٹ پر کام کرنے والا سُپر کنڈکٹر بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس ضمن میں تحقیقات زور و شور سے جاری ہیں اور بعض سائنسدانوں نے یہ دعویٰ بھی کر دیا ہے کہ انہوں نے عام درجۂ حرارت یعنی مثبت ۷۵ ڈگری فارن ہائیٹ اور مثبت ۸۸ ڈگری تک کامیابی حاصل کر لی ہے۔ لیکن آخر الذکر اعلانات ابھی تجرباتی حدود میں ہیں۔ سائنسدان بظاہر اس ناممکن کو ممکن بنانے میں کامیاب ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ اور نظر یہی آ رہا ہے کہ آدھ چند سالوں میں عام درجۂ حرارت ۷۵+ ڈگری فارن ہائیٹ پر کام کرنے والا سُپر کنڈکٹر تجرباتی مراحل سے گزر کر عام استعمال کی سطح پر آ جائے گا اور انسان سائنس کی دنیا میں ایک نئے انقلاب کی دہلیز پر پہنچ جائے گا۔

سُپر کنڈکٹر کے طلسماتی کرشمے

سُپر کنڈکٹر کے طلسماتی کرشمے کچھ تو ہم نے بیان کیے ہیں۔ دراصل اس کے جادوئی اثرات اتنے ہمہ گیر ہوں گے کہ بجلی کا سارا نظام نئے سرے سے استوار ہو جائے گا۔ ایک بہت اہم فائدہ یہ ہوگا کہ بجلی کی تمام اشیاء کا ڈیزائن سُپر کنڈکٹر کے استعمال سے نیا بنایا جائے گا۔ یہ بہت سستا ہوگا اور خامیوں سے پاک ہوگا۔ مثال کے طور پر جو ابتدائی اندازے لگائے گئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی ناخالص چیز میں سے خالص چیز نکالنا مثلاً کوئلے کو مٹی اور دیگر اشیاء سے الگ کرنا بے حد سستا ہو جائے گا۔ کیونکہ جس نظام کے تحت اب کام ہو رہا ہے سُپر کنڈکٹر کے تحت ہونے والے کام میں نوّے فیصد بجلی کم خرچ ہوا کرے گی۔

اس وقت خلائی تحقیق پر صرف بڑی طاقتوں کی

اجارہ داری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کام میں یعنی خلائی سیارے چھوڑنے کے کام میں اس قدر بھاری مقدار بجلی خرچ ہوتی ہے جو غریب اور چھوٹے ملکوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ خصوصاً ایسے خلائی سیارے جو فوجی مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہ تو بجلی کی بہت بھاری مقدار استعمال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ فوجی جاسوسی سیارے زمین کے بہت قریب رہ کر تصویریں اتارتے ہیں۔ ان کا معیار یہ ہوتا ہے کہ گاڑیوں کی نمبر پلیٹ کی بھی فوٹو آجائے۔ اس کام کے لیے زمین کے ممکنہ حد تک قریب رہنا پڑتا ہے۔ زمین کے اس قدر قریب آجانے سے کششِ ثقل مصنوعی سیاروں کو کھینچتی ہے اس کا مقابلہ کرنے کیلئے بجلی کی بھاری مقدار درکار ہوتی ہے۔ دراصل بجلی کی مقدار کم ہوتی ہے اور ضائع ہونے والی بجلی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ سُپر کنڈکٹر سے جب بجلی کا ضیاع ختم ہو جائے گا تو پاکستان اور دیگر تیسری دنیا کے ممالک بھی آسانی کے ساتھ خلائی جاسوسی سیارے چھوڑ سکیں گے اور امریکہ، روس وغیرہ کی فوجی تنصیبات کو آسانی سے جان سکیں گے۔

سُپر کنڈکٹر کے استعمال سے چونکہ بجلی کو ذخیرہ کرنے کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اس لیے مصنوعی سیاروں کو ایٹمی ایندھن سے چلانے کے خطرات سے بھی نجات مل جائے گی۔ اس وقت دنیا میں بجلی کی پیداوار کا اہم ذریعہ ایٹمی بجلی گھر ہیں لیکن یہ نہایت خطرناک بھی ثابت ہوتے ہیں کیونکہ کسی حادثے کی صورت میں ان سے نہایت خطرناک اور تباہ کن تابکاری خارج ہوتی ہے جو سینکڑوں اور ہزاروں میلوں تک مار کر جاتی ہے۔ جیسا کہ دو سال پہلے روس کے ایٹمی بجلی گھر چرنوبل میں حادثہ کی وجہ سے ہُوا

کہ ہمسایہ مغربی ممالک میں کئی ملین ڈالر کی اشیائے خورد و نوش ضائع کرنا پڑیں۔

آئیے مل کر دعا کریں کہ سائنسدان جلد سے جلد سپر کنڈکٹر تیار کر کے پاکستان بھیج دیں تاکہ ہم شدید گرمی میں لوڈشیڈنگ کے عذاب سے چھٹکارا پا سکیں ——— کیونکہ اس وقت میرے کپڑے پسینے میں یوں بھیگے ہوئے ہیں جیسے دھو کر بغیر سکھائے پہن لیے ہوں۔ اور کاغذ جس پر لکھ رہا ہوں بار بار گیلا ہوتا جا رہا ہے۔ دراصل پچھلے دو گھنٹے سے لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بجلی بند ہے ——— !

حضورِ قلب نہیں ہوتا جب تک عاجزی نہ ہو

"پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزہ نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجائے کہ کیا پڑھتا ہے اس لیے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کیلئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔ نہیں، میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے۔ اس لیے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اپنے بیوی بچوں کیلئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔"

(ملفوظات جلد ششم صہ ۱۴۶)

جہانِ ادب

(نمائندہ خصوصی)

ڈاکٹر عبدالسلام کے استاد اور منفرد لہجہ کے شاعر

جناب شیر افضل جعفری

کی باتیں

گزشتہ دنوں ہمارے نمائندہ خصوصی کو جھنگ میں اُردو کے صاحب اسلوب اور منفرد لہجہ کے شاعر اور جناب ڈاکٹر عبدالسلام کے استاد جناب شیر افضل جعفری کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ جناب شیر افضل جعفری اتنی محبت، خلوص اور تپاک سے ملتے ہیں کہ اس کی حدت دیر تک محسوس ہوتی ہے۔ حالیہ ملاقات میں وہ بہت کمزور نظر آئے "گھٹتی ہے مری عمر تو ہوتا ہوں جوان اور" کہنے والا زندہ دل شاعر عمرِ رواں کی تند موجوں کی لپیٹ میں نظر آیا۔ ہمارے نمائندہ نے ان کے لیئے درازیٔ عمر کی دعا کی تو کہنے لگے۔ بھرپور زندگی بسر کر چکا ہوں۔ اب کوئی حسرت نہیں (یہ ان کی طبیعت کی قناعت پسندی اور غنا ہے) موت جب آجائے اُسے خوشی سے گلے لگا لوں گا۔ دعا یہ کرو کہ جتنی زندگی ملے صحت تندرستی والی ہو۔

ڈاکٹر عبدالسلام کا ذکر ہوا تو شیر افضل جعفری مجسم محبت و شفقت بن گئے۔ کہنے لگے میرے والد صاحب ڈاکٹر عبدالسلام کے والد صاحب کے استاد تھے اور میں ڈاکٹر عبدالسلام کا استاد۔ —— اس لحاظ سے جناب شیر افضل جعفری صحیح معنوں میں ان کے لیئے استاد گھرانہ ہوئے۔ وہ کہنے لگے میری ضرورتوں کے لحاظ سے میرے مولا نے مجھے زیادہ ہی عطا کیا ہے۔ اس عمر میں تو کوئی حاجت بھی نہیں رہی لیکن ڈاکٹر عبدالسلام ہر عید پر مجھے عیدی کے طور پر خاصی معقول رقم بھجوا دیتے ہیں اور اتنی شاگردانہ محبت کے ساتھ بھجواتے ہیں کہ میں انکار بھی نہیں کر سکتا —— پھر ڈاکٹر عبدالسلام کی محبتوں کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے کہنے لگے کویت میں مقیم میرے ایک دوست نے مجھ سے پوچھا آپ ڈاکٹر عبدالسلام کے ٹیچر رہے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا جی ہاں —— انہوں نے بتایا کویت سے ڈاکٹر عبدالسلام کا انٹرویو ٹیلی کاسٹ ہوا تھا اس میں انہوں نے بڑی محبت سے بتایا کہ علامہ شیر افضل جعفری میرے اُستاد تھے۔

اردو نثر میں محمد حسین آزاد کا پُرشکوہ اسلوب آج تک ناقابلِ تقلید ہے۔ نہ صرف ناقابلِ تقلید ہے بلکہ پوری آن بان کے ساتھ اردو ادب میں موجود ہے اور ہر عہد سے خراجِ تحسین وصول کر رہا ہے۔ اردو غزل میں کچھ ایسا ہی معاملہ شیر افضل جعفری کے اسلوب کا ہے۔ دیکھنے میں بالکل سادہ اور معصومانہ حیرت لیئے ہوئے لیکن اس اسلوب میں لکھنے بیٹھیں تو دانتوں پسینہ آجائے۔ شیر افضل جعفری اپنے اسلوب کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی۔ محمد حسین آزاد کی پُرشکوہ نثر کی طرح شیر افضل جعفری کی منفرد غزل بھی دیر تک اور دُور تک تمکنت کے ساتھ اپنی شناخت قائم رکھے گی اور محبت کرنے والے دلوں پر راج کرے گی۔

قارئینِ خالد کے لیئے شیر افضل جعفری کی ایک خوبصورت نظم "شاباش" تبرکاً پیشِ خدمت ہے ——!

شاباش

(ایک درویش استاد کی طرف سے نوبل شاگرد، نوبل انعام یافتہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے لیے)

عبدالسلام اوپرا فرزندِ جھنگ ہے
سلطان ہاتھی وان کا نوبل ملنگ ہے

لیتا ہے گنگنا کے ریاضی کو بانہہ میں
سائنس اس کتاب دلارے کی منگ ہے

ذرّے کے بھوم راگ کی سولہ سنگار تان
تارے کی چندر کونس کا سنگیت انگ ہے

یہ شخص کیمیا کا ہے ابدال خوش خیال
فزکس کی فرات کا صادق نہنگ ہے

کھرا ہے یہ تو حضرتِ باہوؒ کے دیس کا
اس کے سرِ پر سوز پہ اللہ کا رنگ ہے

کنکوا باز ہے یہ خلا کی بسنت کا
اس کی نگاہ ڈور ہے چندا پتنگ ہے

لکھ بخش کے طفیل ہیں یہ گھما گھمیاں
جلسہ نہیں ہے یہ سخی سرور کا سنگ ہے

ڈالے ہوئے ہیں غربیاں دانتوں میں انگلیاں
اس کے جمالِ ذہن پہ یورپ بچنگ ہے

یہ رازدارِ آتش و آب و ہوا و گل
دانش ورانِ دیس کے دل کی امنگ ہے

گاتا ہے تجزیئے کے نشے میں ازل غزل
اس کے لیئے وضو کی تری جلترنگ ہے

اللہ رے سپوت محمد حسین کا
کردار کے چنار کی رنگیں پھننگ ہے

اے پاک سرزمیں ترے مستِ چنہاں کی خیر
اس کے جنوں پہ عقلِ ارسطو بھی دنگ ہے

محمد شیر افضل جعفری

۱؎ انوکھا ۲؎ جھنگ میں مدفون ولی اللہ

سائنس کا ایک تازہ انکشاف

اور

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کی صداقت کا عملی ثبوت

(مکرم بشارت احمد بشیر صاحب۔ ربوہ)

پاکستان ٹائمز کے میگزین سیکشن مورخہ ۲۰ رمئی ۸۸ء کے شمارہ میں "مینڈل کے قانونِ وراثت کو چیلنج" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں ایک برطانوی ڈاکٹر اعظم سورانی (AZIM SURANI) کی تازہ تحقیق درج کی گئی ہے۔ یہ صاحب علم نباتات اور حیوانات کے شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے اپنے مسلسل تجربات کے بعد یہ ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ بچہ کی پیدائش میں باپ کی جینز بچہ کی حفاظت کرتی اور اسے خوراک پہنچانے کا کام کرتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ماں باپ کی جینز علیحدہ علیحدہ کردار ادا کرتی ہیں اور مینڈل کا یہ مفروضہ کہ ہر دو کے جینز یکساں نوعیت کے کردار ادا کرتے ہیں درست نہیں۔

ڈاکٹر گریگور مینڈل آسٹریا کا ایک عزلت پسند، گوشہ نشین راہب تھا جس نے ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کو محض سراب اور فریبِ نظر قرار دیا تھا جس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں تھا۔ مینڈل نے اپنی یہ تحقیق سائنس کے ایک غیر معروف رسالہ میں شائع کرائی تھی جو ایک لمبی مدت تک نظروں سے اوجھل رہا جس کی طرف سائنسدانوں کی توجہ نہیں گئی۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ مینڈل کی یہ تحقیق اگر بروقت منظرِ عام پر آجاتی تو ڈارون کا مفروضہ جس نے یورپ کو ۸۰ سال تک متزلزل کر رکھا تھا اپنی موت آپ مرجاتا۔

ڈارون کا مشہور مفروضہ یہ تھا کہ حیوانی نوع کی اکثر ارتقائی کڑیاں مسلسل اور مربوط نظر آتی ہیں جس کے باعث ایک نوع دوسری نوع کی ارتقائی شکل ہے اور آج کا انسان بن مانس کی ترقی یافتہ یا ارتقائی شکل ہے۔ مینڈل نے اس کے برعکس اپنی تحقیق میں یہ ثابت کیا ہے کہ ایک نوع کی جینز دوسری نوع میں کسی صورت میں تبدیل نہیں ہوسکتی۔ ان تفاصیل سے قطع نظر اس کی تحقیق کا ایک ضمنی نتیجہ یہ بھی تھا کہ شکمِ مادر میں جنین کی تیاری میں ماں اور باپ کے جینز یکساں کردار ادا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سورانی نے اسی ضمنی نظریہ کو اپنی مسلسل تحقیق کی بناء پر غلط ثابت کیا ہے اور مینڈل کے "قانونِ وراثت" کو چیلنج کیا ہے۔ اس سے قبل جینز خواہ ماں کی طرف سے

یا باپ کی طرف سے ہوں ایک جیسی اہمیت رکھتے تھے اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ماں اور باپ کے جینز ایک جیسا کردار ادا کرتے ہیں اور جنس کی بنا پر ان کے اثرات میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا۔

یاد رہے کہ ماں کے پیٹ میں جب بچہ نشوونما پاتا ہے تو بچے کے اصل جسم EMBRYO یعنی جنین کے علاوہ ایک اور اہم چیز بھی ہوتی ہے جسے آنول PLACENTA کہا جاتا ہے۔ یہ ایک حفاظتی خول ہوتا ہے جس کے اندر بچہ اپنی نشوونما کے مراحل طے کرتا ہے اور اسی آنول کا رابطہ بچے کی ناف سے ہوتا ہے جس کے ذریعے سے بچے (جنین) کو خوراک پہنچتی رہتی ہے۔

ڈاکٹر سورانی نے اپنی تحقیقات سے یہ ثابت کیا ہے کہ جنین کی نشوونما کے لیئے مرد کی جینز اصل کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ اس کا کام ہے کہ جنین کو خوراک مہیا کرے اور اس کے علاوہ اسکے ایک حصے کا دوسرا کام یہ ہے کہ یہ جنین کو ایک حفاظتی حصار بھی فراہم کرتی ہے۔ اس لحاظ سے جنین مردانہ جین کے بغیر پنپ نہیں سکتا چنانچہ وہ کہتا ہے:۔

"پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جین چاہے ماں کی ہو یا باپ کی جنس کے لحاظ سے غیر اہم ہے۔ لیکن اب ڈاکٹر سورانی نے یہ ثابت کیا ہے کہ جنین اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتی جب تک شکمِ مادر میں نشوونما پانے والا بچہ اپنے والدین میں سے ایک سے جین کا ایک خاص حصہ اور دوسرے سے ایک اور خاص حصہ نہ لے"

"خصوصی طور پر باپ کی طرف سے ملنے والی جین بہت اہم ہے کیونکہ یہ جنین کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ زیرِ نشوونما بچے کے گرد ایک حفاظتی حصار (PLACENTA) بناتی ہے۔ اور اسے خوراک مہیا کرتی ہے۔ جبکہ ماں کی طرف سے ملنے والی جین کا کام یہ ہے کہ وہ بچے کی اپنی نشوونما میں کامیاب کردار ادا کرے"

(پاکستان ٹائمز میگزین سیکشن ۲۰ مئی ۱۹۸۸ء صفحہ نمبر ۷)

ڈاکٹر موصوف کی یہ تحقیق اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (مرد عورتوں پر قوام ہیں) کا عملی ثبوت ہے قوام کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہے۔ قسامِ ازل نے ابتدائے آفرینش سے اپنی حکمتِ کاملہ سے مرد کو ہی یہ فریضہ سونپا ہے کہ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں، استعدادوں اور قوتوں کی بناء پر صنفِ نازک کا نہ صرف محافظ بنے بلکہ اس کے نان ونفقہ کا بھی ذمہ دار ہو۔ اللہ تعالیٰ کی اِس حکمتِ کاملہ کو آج سائنس کے اصولوں نے کھول کر رکھ دیا ہے کہ انسان کی پیدائش کے ابتدائی لمحات میں ہی اس کو حاصل ہونے والے مردانہ جین یہ دونوں کام کرتے ہیں ——— اور اس میں عورت کے جین حصہ نہیں لیتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی پُر حکمت تقسیم کے مطابق عورت چار دیواری کی زینت اور اپنے گھر کی ملکہ ہے۔ اور بچوں کی تربیت اور ان کی صحت اور پرورش کی ذمہ دار ہے اور اس کی جسمانی ساخت کا بھی یہی تقاضا ہے۔ اس لیئے عورت کی جینز بچے کی اندرونی نشوونما کا کام کرتی ہے۔

مغربی مفکرین قرآن مجید کی اس صداقت پر جو معترض تھے اُن کے لیئے یہ نیا انکشاف لمحہ فکریہ ہے۔ قرآن مجید کی عبارتوں کی فصاحت و بلاغت کے علاوہ اس کے الفاظ کے اندر علمی ـــــ سائنس ـــــ کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ اس لیئے عربی زبان خاتم الالسنہ بھی کہلاتی ہے۔

قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہونے والا دائمی معجزہ ہے۔ قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے قرآن مجید کی صداقتیں اب بھی پوری آب و تاب کے ساتھ اپنا جلوہ دکھا رہی ہیں۔ قرآن کریم کے فیوض و برکات اب بھی جاری ہیں اور تا قیامت جاری رہیں گی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب وغرائب کے خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحائفِ مطہرہ کا ہے۔ تا کہ خدا تعالیٰ کے قول و فعل میں مطابقت ثابت ہو۔" (ازالہ اوہام صہ ۳۰۹)

غزل

منزلیں چلّا رہی ہیں، رہگزر خاموش ہیں
ایک مُدّت سے سبھی اہلِ سفر خاموش ہیں

شہر کی گونگی فضا میں جبر ہنستا ہے مگر
اہلِ دل، اہلِ زباں، اہلِ نظر خاموش ہیں

بے حسی کے زرد دھبّے اُگ رہے ہیں ہر طرف
اور مکینوں کی طرح دیوار و در خاموش ہیں

دسترس میں ہیں یقیناً وہ پنیاں اب بھی مگر
پھول پتے کٹ رہے ہیں اور شجر خاموش ہیں

چُپ کی چادر اوڑھنا کیوں ہے قرینِ مصلحت
سُولیاں کس واسطے ہیں کیوں یہ سر خاموش ہیں

ہوٹلوں میں اس قدر دانشوروں کے جمگھٹے
جانے کس کس خوف کے زیرِ اثر خاموش ہیں

کلمۂ حق یوں رضا میری زباں پر آ گیا
کیونکہ سب اہلِ قلم، اہلِ ہنر خاموش ہیں

(محمد رفیع رضا۔ ربوہ)

غزل

میرے اِک اِک عکس کو جاذبِ نظر کس نے کیا
آگہی کے مرحلوں میں دیدہ ور کس نے کیا

بہہ گئیں سب چاہتیں جب وقت کے سیلاب میں
میرے دل سے آنکھ تک کا وہ سفر کس نے کیا

چُوم کر تلوار کو گر سر بھی میرا کاٹ دیں
مَیں یہ جانوں گا کہ پہلے یہ ہُنر کس نے کیا

میری پروازوں پہ یہ پہرے بٹھا رکھے ہیں کیوں
مَیں پرندہ تھا مجھے بے بال و پر کس نے کیا

سُن کے تیرا ذکر بولے گی یہ دُنیا
اس ہجومِ عاشقاں کو چشمِ تر کس نے کیا

آ گئی ہے کس طرح آنکھوں میں میرے یہ نمی
پیاس کے اِن ساحلوں کو تر بتر کس نے کیا

کرب ہی تخلیق کا باعث بنا ہر دم فہیم
ورنہ میری اس غزل کو پُر اثر کس نے کیا

(سیّد محمود احمد فہیم)

قسط ۲

اپنا ٹیلیویژن خود درست کیجئے!

(مکرم ظفر اقبال صاحب ظفر الیکٹرونکس۔ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ)

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ٹیلیویژن دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک بلیک اینڈ وائیٹ اور دوسرے رنگین ٹیلیویژن۔ پہلے آپ کو بلیک اینڈ وائیٹ کے کنٹرولز کے بارے میں بتاتے ہیں۔

۱۔ آن آف سوئچ:- یہ سوئچ ٹیلیویژن کو آن یا آف کرنے کے لیئے لگایا جاتا ہے۔ بعض سیٹوں میں والیوم کے اندر ہی یہ سوئچ لگا ہوا ہوتا ہے۔ بعض میں والیوم ناب کو باہر کھینچنے سے یہ سوئچ آن ہو جاتا ہے اور اندر دبانے سے یہ سوئچ بند ہو جاتا ہے جس سے سیٹ آن یا آف ہوتا ہے۔ بعض سیٹوں میں یہ سوئچ ٹیلیویژن کے دروازے کے اندر لگا ہوتا ہے۔ جب دروازہ کھولا جاتا ہے تو سیٹ آن ہو جاتا ہے۔

۲۔ والیوم کنٹرول:- یہ کنٹرول آواز کو کم و بیش کرنے کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔ پُرانے سیٹوں میں یہ گول شکل میں لگا ہوتا تھا اور آجکل سلائیڈ والیوم کا استعمال عام ہے جس کے تحت ایک ناب کو دائیں یا بائیں دھکیلا جاتا ہے اس سے آواز گھٹتی بڑھتی ہے۔

۳۔ ٹون کنٹرول:- بعض سیٹوں میں اسکا استعمال ہوتا ہے اور بعض میں نہیں۔ یہ آواز کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔

۴۔ کنٹراسٹ کنٹرول:- (CONTRAST CONTROL)

یہ کنٹرول سکرین پر سیاہی کی مقدار متعین کرتا ہے۔ آپ جتنا اس کنٹرول کو کھولتے جائیں گے اتنی ہی سیاہی کی مقدار بڑھتی جائے گی اور جتنا اس کو بند کرتے جائینگے اتنی ہی سیاہی کی مقدار کم ہوتی جائے گی۔

۵۔ برائٹنس کنٹرول:- (BRIGT NESS CONTROL)

یہ کنٹرول ٹی وی کی سکرین پر سفیدی کو کم و بیش کرنے کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں پکچر میں چمک پیدا کرنے کے لیئے اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جب آپ اس کو کھولتے جائیں گے تو سفیدی یا چمک بڑھتی جائے گی اور جب آپ اس کو بند کرتے جائیں گے سفیدی یا چمک کم ہوتی چلی جائے گی۔

۶- ورٹیکل ہولڈ کنٹرول :- VERTICAL HOLD CONTROL

اس کنٹرول کے ذریعے پکچر کو سکرین کے وسط میں رکھا جاتا ہے۔ یعنی ایک فوٹو پوری سکرین پر دکھائی دیتی ہے۔ بعض اوقات بجلی کی کمی بیشی یا اندرونی خرابی کی وجہ سے سکرین پر فوٹو اوپر سے نیچے کی طرف چلنا شروع ہو جاتی ہے یا آدھی تصویر اوپر ہوتی ہے اور آدھی نیچے ہوتی ہے اور درمیان میں ایک لکیر آجاتی ہے۔ اس کنٹرول کو دائیں یا بائیں ایسے انداز میں گھمائیں کہ پکچر پوری سکرین پر پھیل جائے۔ یہ تصویر کی درست پوزیشن ہے۔

۷- ہاریزنٹل ہولڈ کنٹرول :- HORIZONTAL HOLD CONTROL

بعض اوقات ٹیلیویژن پر تصویر ترچھی یا افقی لائنوں میں تبدیل ہو جاتی ہے یا تصویر ٹیڑھی ہو کر پھسلنے لگتی ہے یا بہت ساری ترچھی افقی لائنوں میں تصویر بدل جاتی ہے۔ آپ اس کنٹرول کو دائیں یا بائیں ایسے رُخ میں گھمائیں کہ یہ ٹیڑھی لائنیں موٹی موٹی لائنوں میں تبدیل ہو جائیں۔ یہ گھمانے کا رُخ درست رُخ ہے۔ اگر پہلی والی لائنیں مزید پتلی ہونی شروع ہو جائیں تو گھمانے کا رُخ تبدیل کر دیں۔ یعنی اگر آپ پہلے دائیں طرف گھما رہے تھے تو اب بائیں جانب گھمانا شروع کر دیں تا پتلی لائنیں موٹی لائنوں میں تبدیل ہو جائیں۔ اب اسی درست رُخ میں تھوڑا سا اور گھمائیں تو لائنیں فوٹو میں بدل جائیں گی۔ اس کنٹرول کو اتنا مناسب مقدار میں گھمائیں کہ فوٹو سکرین پر کسی طرف سے بھی ٹیڑھی نہ رہے۔ یہ اس کنٹرول کی درست پوزیشن ہے۔

رنگین ٹیلیویژن کے کنٹرولز :-

اوپر بیان کردہ سارے کنٹرولز ہر رنگین ٹیلیویژن میں موجود ہوتے ہیں۔ رنگین ٹی وی میں دو اضافی کنٹرولز مزید لگائے جاتے ہیں۔

۱- HUE ہیو یا TINT ٹنٹ کنٹرول :-

اس کنٹرول کے ذریعہ ہم کسی تصویر میں کسی رنگ کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ مثلاً کسی تصویر میں گھاس کی وضاحت کے لئے ہم اس کنٹرول کو اتنا گھمائیں گے کہ یہ گھاس اپنے نارمل سبز رنگ میں نظر آجائے۔ یہ کنٹرول پرانے سیٹوں میں استعمال ہوتا تھا۔ آجکل اس کا استعمال جدید تکنیکی اصلاحات کی وجہ سے ترک کر دیا گیا ہے۔

۲- کلر کنٹرول :-

اس کنٹرول میں ہم کسی تصویر میں تمام رنگ ہلکے یا گہرے کر سکتے ہیں۔ آپ اپنی پسند کے مطابق رنگوں کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ کنٹرول کے بند ہونے کی حالت میں پکچر کو بلیک اینڈ وائٹ آنا چاہیئے۔ آپ جتنا اس کنٹرول کو کھولتے چلے جائیں گے اتنے ہی رنگ پہلے پھیکے پھر درمیانے اور آخر میں گہرے سُرخ ہوتے چلے جائیں گے۔

ہم اگلے مضمون میں مختلف اقسام کے چینل اور انکے ٹیون کرنے کے طریقے وضاحت سے بتائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

نوٹ :- اگر ان بیان کردہ معلومات کے بارے میں دقت ہو یا آپ مزید وضاحت طلب کرنا چاہتے ہوں تو آپ ماہنامہ خالد کی معرفت خط لکھ سکتے ہیں۔ آپ کا سوال اور جواب شکریہ کے ساتھ شائع کر دیا جائیگا۔

اخبار مجالس

آگے قدم بڑھائے جا!

شعبۂ اعتماد

وحدت کالونی لاہور مارچ ۱۹۸۸ء میں درج ذیل کام ہوئے:۔

(۱) ۲۱۰ خدام نے ۲۵۰ دعائیہ خطوط لکھے۔
(۲) دو دفعہ نماز تہجد ادا کی گئی۔
(۳) ۹۱ خدام نے ماہانہ کتاب کا مطالعہ کیا۔
(۴) ۳ عدد تربیتی و تعلیمی کلاسز ہوئیں۔
(۵) ۱۹۸۴ روپے مجلس کا چندہ وصول کیا۔
(۶) ۲۹۸۴ روپے چندہ تحریک جدید وصول ہوا۔
(۷) ۳ خدام نے خون کا عطیہ دیا۔
(۸) ۵ خدام اور ایک طفل نے ۷۰ کلومیٹر سائیکل سفر کیا۔
(۹) ۲ تا ۵ مارچ علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اور انعامات تقسیم کیئے گئے۔
(۱۰) ۱۵ خالد اور ۶ تشحیذ کے مزید خریدار بنائے گئے۔
(۱۱) ہفتہ شجر کاری منایا گیا۔ اور ۸۵ درخت اور ۱۲۷ پودے لگائے۔
(۱۲) ۸ مارچ کو اجلاس عام ہوا۔ ۱۲۲ خدام حاضر ہوئے۔
(۱۳) ۷ خدام نے ۲ مریضوں کے لیئے ۲۴ گھنٹے ڈیوٹی دی۔

شاہدرہ ٹاؤن لاہور ۲ اجلاسات ہوئے۔

(۱) ۸ اپریل ۱۹۸۸ء۔ ۲۴ خدام اور ۱۵ اطفال نے شرکت کی۔
(۲) ۲۹ اپریل ۱۹۸۸ء۔ ۲۰ خدام نے شرکت کی۔

اسی ماہ ۲ اجلاسات عاملہ منعقد ہوئے۔

(۱) ۶ اپریل۔ حاضری ۸ ممبران۔
(۲) ۱۵ اپریل۔ حاضری ۱۰ ممبران۔

خدمت خلق

ضلع فیصل آباد اپریل ۱۹۸۸ء میں ۱۰۰ اسیران ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کو خدام الاحمدیہ فیصل آباد کی طرف سے گھی، چینی، صابن، تیل سرسوں اور کھجوریں پیش کی گئیں۔

لاہور دیہی اور پسماندہ علاقوں میں علاج معالجے کی سہولت پہنچانے کے لیئے ایک میڈیکل ٹیم تشکیل دی گئی۔ یہ ٹیم ہر ہفتہ یا عشرہ کے بعد ان علاقوں کے مریضوں کا مفت علاج کرتی ہے۔ اس ٹیم نے ۸ جنوری تا ۱۱ مارچ کل ۸ دورے کیئے جن کے دوران کل ۹۰۸ مریضوں کا علاج کیا گیا اور ادویات مفت مہیا کی گئیں۔

چک ۴۶ شمالی سرگودھا

(۱) ماہ اپریل ۱۹۸۸ء میں تین شادیوں کے انتظامات میں خدام نے بھرپور تعاون کیا اور مہمانوں میں کھانا تقسیم کیا اور گاؤں سے اُن کے لیے چارپائیاں اکٹھی کیں۔

(۲) ایک احمدی خادم کو ملازمت دلوائی۔

راولپنڈی اوجڑی کیمپ راولپنڈی کے سانحہ کے موقع پر مسلسل چار دن خدام الاحمدیہ راولپنڈی کے دس دس خدام پر مشتمل دو گروپوں نے متاثرین کو اپنے کیمپوں میں ہر قسم کی سہولت فراہم کی۔ خدام نے ۳۰ عدد خون کی بوتلیں پیش کیں اور متعلقہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ صاحبان سے ملاقات کر کے اُنہیں ہر قسم کی امداد کا یقین دلایا۔

تربیت

شاہدرہ ٹاؤن لاہور ۱۵ اپریل کو نماز تہجد ادا کی گئی۔ حاضری ۱۵ خدام اور ۶ انصار۔

۱۵ اپریل اور ۲۲ اپریل کو روزہ کے بارے میں خدام کو تلقین کی گئی۔

وقارِ عمل

فاروق آباد منڈی اپریل ۱۹۸۸ء میں ۴ وقارِ عمل ہوئے۔ خدام نے بیت الحمد کی صفائی کے علاوہ اپنے گھروں اور گلی محلہ کی صفائی بھی کی۔ ۷ خدام نے بیت الحمد اور مربی ہاؤس اور لجنہ ہال کی مکمل وائٹ واشنگ کی۔ اس طرح ۲۵۰۰/- روپے کی بچت کی۔

دو خدام نے بیت الحمد اور مربی ہاؤس کی تعمیر کے سلسلہ میں تین ماہ تک رضاکارانہ طور پر مسلسل کام کیا۔

شاہدرہ ٹاؤن لاہور اپریل ۱۹۸۸ء میں ایک وقارِ عمل ہوا۔ بیت الحمد کی صفائی کی گئی۔ حاضری ۵ خدام ۵ اطفال۔

اجتماعات

فاروق آباد مؤرخہ ۱۵ اپریل کو اجتماع ہوا۔ دورانِ اجتماع بیت الحمد کی صفائی کی گئی۔ اس کے بعد مختلف تربیتی تقاریر ہوئیں۔ خدام و اطفال کی حاضری خدا کے فضل سے سو فیصد رہی۔

جلسے

چک ۴۶ شمالی سرگودھا ۱۵ اپریل ۱۹۸۸ء کو جلسۂ عام منعقد ہوا اس جلسہ میں ۱۰ خدام، ۱۹ اطفال اور ۶ انصار نے شرکت کی۔

شاہدرہ ٹاؤن لاہور ۸ اپریل کو جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ حاضری ۱۳ خدام، ۱۱ انصار، ۸ اطفال۔ ۲۹ اطفال کو دوسرا جلسہ سیرت النبی منعقد ہوا۔ حاضری ۲۴ خدام، ۱۹ انصار، ۸ اطفال۔

گلبرگ۔ لاہور ۱۵ اپریل ۱۹۸۸ء کو بعد نماز مغرب کرکٹ ہاؤس میں جلسۂ یوم والدین منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی کل حاضری ۸۵ رہی۔ دو تقاریر ہوئیں۔ آخر میں اطفال میں سے مقابلہ جات میں اوّل دوم اور سوم آنیوالے اطفال میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

رجسٹرڈ
مضبوطی میں بے مثال
کارکردگی میں لاجواب
HERCULES
ہرکولیس
امپورٹڈ میٹریل سے تیار شدہ
HERCULES
ہر قسم کی گاڑیوں کے سنٹر پائپ سنٹر بکس اور پٹہ کمانی سپیشلسٹ
میاں بھائی
۱۰ منٹگمری روڈ، لاہور۔ فون نمبر۔
223372
223373

سنہ ۱۹۱۱ء سے
دواخانہ
ایک ہی نام - حکیم نظام جان
اطلاع عام
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک ربوہ میں ہر ماہ کی
۵-۶-۷ تاریخ کو مطب فرماتے ہیں۔
مینیجر دواخانہ حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک ربوہ، فون نمبر ۵۵۸-

قرار دادہائے تعزیت

ہم ممبرانِ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ اپنے ایک بھائی محترم عطاء الرحمٰن صاحب محمود مہتمم صنعت و تجارت کی اہلیہ محترمہ امۃ الرحمٰن غزالہ صاحبہ کی وفات پر گہرے رنج و غم اور دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

بوقتِ وفات مرحومہ کی عمر قریباً ۲۵ سال تھی۔ آپ نے اپنے پیچھے غمزدہ شوہر کے علاوہ دو کمسن بچیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ ہمارے ایک اور محترم بھائی مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ہمشیرہ تھیں۔

ہم نہایت عجز کے ساتھ اپنے مولیٰ کریم کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ تم انکی بچیوں کو ہر آن اپنی حفاظت میں رکھے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ہم ہیں ممبرانِ مجلس عاملہ
خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم ملک طاہر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ لاہور کے والد محترم ملک حبیب احمد صاحب کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔

مرحوم نظامِ قدرتِ ثانیہ اور مرکزِ احمدیت سے دلی لگاؤ رکھتے تھے۔ بہت ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ آپ نے اپنی اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت فرمائی اور ہمیشہ یہی خواہش رکھتے تھے کہ ان کی اولاد دین کی خدمت کرنے والی ہو۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے آمین۔

ہم ہیں ممبرانِ مجلس عاملہ
خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ہم قائدینِ علاقہ و اضلاع پنجاب مکرم محترم حافظ مظفر احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی ہمشیرہ صاحبہ محترمہ امۃ الرحمٰن غزالہ صاحبہ اہلیہ صاحبہ مکرم عطاء الرحمٰن صاحب محمود مہتمم صنعت و تجارت و نائب ناظر مال کی ناگہانی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بچیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ نیک اوصاف کی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ہم ہیں قائدین علاقہ و اضلاع
(پنجاب)

Monthly **KHALID** RABWAH

Regd. No. L 5830

JULY — AUGUST 1988